کرائم رپورٹر انور کو فلم انڈسٹری سے کیا سروکار ہو سکتا تھا۔ وہ تو بس یونہی ادھر سے گذر رہا تھا...... نشو فاز اسٹوڈیو کے پھاٹک کے قریب نظر آنے والی بھیڑ کی وجہ سے موٹر سائیکل کی رفتار کم کر دینی پڑی پھر بھی گذرتا ہی چلا جاتا لیکن عقب سے کسی نے اسے آواز دی۔ اس کے قریبی شناسا اس کی اس عادت سے بخوبی واقف تھے کہ عقب سے پکارے جانے پر مڑ کر نہیں دیکھتا گذرتا چلا جاتا ہے۔ جو نہیں جانتے تھے ان کے کوٹ کا کالر پکڑ کر تیز لہجے میں سمجھانے کی کوشش کرتا تھا کہ اسے عقب سے پکارا جانا پسند نہیں ہے۔

نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے اور پیشانی پر شکنیں ڈالے ہوئے رک گیا۔ لیکن مڑا نہیں دونوں پیر زمین پر ٹکائے منتظر رہا کہ پکارنے والا قریب پہنچ جائے۔ لیکن یہ خواہش دل ہی میں رہ گئی کہ وہ اسے جھاڑ سکتا۔ کیونکہ یہ ایک اول درجے کا بے غیرت اور ڈھیٹ قسم کا فلمی صحافی شاطر بساطی تھا۔ جان پہچان والوں کو اسے برداشت کرنا ہی پڑتا تھا۔ گولی مار نہیں سکتے تھے؟ نہ خود شہر چھوڑ سکتے تھے۔ کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی موڑ پر اس سے ملاقات ضرور ہوتی تھی۔ دس گالیاں دیجیے اور جواب میں اس کے پچاس قہقہے سنیے...... دوسرے دن پھر وہی انداز...... وہی بے تکلفی۔ لہٰذا انور ان لوگوں میں سے نہیں تھا جو اپنے الفاظ ضائع کرتے ہیں۔

''فرمائیے؟'' اس نے خشک لہجے میں دریافت کیا۔

''میں تو سمجھا تھا کہ تم یہیں آئے ہو!'' شاطر خواہ مخواہ ہنس کر بولا ''! لیکن تم نکلے چلے جا رہے ہو۔''

''میں یہاں کیوں رکنے لگا۔''

اوہ...... تو کیا راشد علوی سے تعلقات خراب ہو گئے ہیں!

یہاں راشد علوی کا کیا ذکر......!

اف فوہ......! شاید تمہیں اس کا علم نہیں ہوا۔

''کوئی خاص بات!''

کمال ہے! بلکہ مجھے حیرت کا اظہار کرنا چاہیے!

کر چکو جلدی سے۔ میں اپنی جاگیر کا معائنہ کرنے نہیں نکلا۔ انور نے جھنجھلا کر کہا۔

کیا واقعی تمہیں نہیں معلوم۔ میں تو سمجھتا تھا کہ راشد علوی تمہارے دوستوں میں سے ہے۔

کیا ہوا راشد علوی کو......!

ابھی تو کچھ نہیں ہوا۔ لیکن اس پر ضرب ضرور پڑے گی اور پھر ایسی صورت میں جب کہ اس کے اور شہزار کے درمیان دشمنی کی وجہ اظہر من الشمس ہے!

اب مجھے جلدی سے یہ بتا دو کہ شہزاد مر گیا یا زندہ ہی ہے۔! انور بھنا کر بولا۔

مرنے میں دیر تو نہیں لگی تھی۔ شاطر نے اسے تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

تم اس کے مرنے کی بات کر رہے ہو۔ ارے میاں گھوڑے تک کی ہڈیاں چور ہو گئی ہیں!

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہاری بھی ہڈیاں چور کر دوں......؟

کیوں میری کیوں؟ شاطر ہونقوں کے سے انداز میں بولا۔

جب میں کہہ دیا کہ میں بالکل لاعلم ہوں تو تم ادھر ادھر کی کیوں ہانک رہے ہو۔

او......ہاں! وہ چونک کر بولا۔ جب تمہیں اس قصے کا علم ہی نہیں تو مجھے شروع سے بتانا چاہیے۔!

تو بتاؤ جلدی سے،

یہیں کھڑے......!

انور نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور طویل سانس لے کر بولا۔ ''حرام خوری

تمہارا مقدر ہے! چلو بیٹھو پیچھے۔!"

شاطر قہقہہ لگا کر اچھلا اور کیریئر پر بیٹھ گیا! موٹر سائیکل آگے بڑھی اور قریباً ایک فرلانگ چلنے کے بعد کیفے جمال کے سامنے رک گئی۔

دونوں موٹر سائیکل سے اتر کر اندر آئے اور شاطر لہک کر بولا! "میں سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ تمہیں برا کیوں کہتے ہیں۔"

"چاپلوسی کی ضرورت نہیں! اگر تم راشد علوی کا نام نہ لیتے تو میں تمہیں گالیاں دیئے بغیر نکلا چلا جاتا۔"

تمہاری سب سے بڑی خصوصیت صاف گوئی ہے......!

تمہارے معاملے میں منافق ترین آدمی بھی بے حد صاف گوئی کا مظاہرہ کرتا ہے۔انور نے خشک لہجے میں کہا۔

"جھک مارتے ہیں سالے۔"

ایک میز منتخب کر کے بیٹھ گئے اور شاطر نے کہا۔"غالباً فرمائش کا بوجھ مجھ پر نہیں ڈالو گے۔!"

انور اسے تیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا! "صرف کافی چلے گی!"

میں تو سمجھا تھا کہ کیفے جمال کی کوئی خصوصیت تمہیں اس طرف لائی ہے۔لیکن میرا خیال ہے کہ تم آج کل بے حد لاعلمی کی زندگی بسر کر رہے ہو......! خیر میں تمہارے علم میں اضافہ ضرور کروں گا۔کیفے جمال اپنے سموسوں کی وجہ سے مشہور ہے!

انور نے بڑا سا منہ بنا کر کہا"صرف اپنے لیے منگوالو"

"یہ ہوئی نا بات"۔شاطر نے کہا اور اشارے سے ویٹر کو بلا کر آرڈر پلیس کرنے لگا۔انور بیزاری سے دوسری طرف دیکھنے لگا۔ویٹر کے چلے جانے کے بعد اسے گھورتا ہوا بولا۔"اب شروع ہو جاؤ"۔

قصہ شہزاد اور راشد علوی کا ہے۔

کیا پھر دونوں الجھے تھے؟

او ہو.....تو تمہیں شاید یہ بھی نہیں معلوم کہ راشد نے شہزاد کو اپنی فلم شہسوار کے لیے کاسٹ کیا تھا.....!

نہیں مجھے اس کا علم نہیں! میں تو یہ سمجھا تھا کہ دونوں ایک دوسرے کی شکل بھی نہیں دیکھیں گے۔

ان دونوں راشد کی مالی حالت کسی قدر سقیم تھی! فائینسر اس پر زور دے رہا تھا کہ ہیرو کے لیے شہزاد کو کاسٹ کیا جائے۔ اسٹنٹ فلموں میں اے ون جا رہا ہے۔ دوسروں نے بھی سمجھایا کہ تعلقات اپنی جگہ پر کاروبار اپنی جگہ پر دشمن کی وجہ سے اگر کوئی فائدہ پہنچ رہا ہو تو اسے نظر انداز نہ کرنا چاہیے۔ بہر حال وہ بے کاری سے اتنا تنگ آیا ہوا تھا کہ اسے فائینسر کی بات ماننی پڑی۔

تکلیف دہ بات ہے!

یہاں ایسا ہی کچھ ہوتا ہے۔ کسی کی بھی اکڑ زیادہ دنوں تک برقرار نہیں رہ سکتی۔ حالات جھکنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ ورنہ پھر پیشہ ہی ترک کیا جائے۔

چلو خیر.....تو پھر کیا ہوگا.....!

طے پایا کہ آؤٹ ڈور شوٹنگ پہلے ہی نپٹا دی جائے.....! زیادہ تر سین جنگلوں اور پہاڑوں میں فلمائے جانے والے تھے۔ اس کے لیے انہوں نے پٹاری کے جنگلوں کا انتخاب کیا جہاں پہاڑیاں بھی ہیں۔

شاطر خاموش ہو کر منہ چلانے لگا۔ کیونکہ ویٹر گرما گرم سموسوں کی پلیٹ میز پر رکھ رہا تھا۔

''کافی تھوڑی دیر بعد لانا.....'' اس نے مضطربانہ انداز میں ویٹر سے کہا۔

بہت اچھا جناب! ویٹر نے کہا اور میز کے پاس سے ہٹ گیا۔

ہوں.....تو اب تم کھا ہی لو۔! انور اسے کینہ توز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

نہیں......وہ منہ چلاتا ہوا بولا۔ ''باتیں بھی غوتی رغیں غی!''

میری سمجھ میں نہیں آئیں گی......! انور نے خشک لہجے میں کہا۔

اور شاطر سعادتمندانہ انداز میں سر ہلا کر سموسوں پر ہاتھ صاف کرتا رہا۔

خدا خدا کر کے سموسے ختم ہوئے اور شاطر نے ہاتھ ہلا کر کافی لانے کا اشارہ کیا.....پھر انور سے بولا۔ ''بی رشیدہ کے کیا حال ہیں!''

ہم صرف اسی موضوع پر گفتگو کریں گے جس کے لیے یہاں آئے ہیں! انور نے سخت لہجے میں کہا۔

یار تم آدمی ہو یا مشین......!

مشین بن کر ہی آدمی، آدمی رہ سکتا ہے.....ورنہ کتا ہو جاتا ہے۔

نیا فلسفہ......!

تمہیں نیا ہی معلوم ہوگا ورنہ آدم سے تا ایں دم اسی بات کی کوشش ہوتی رہی ہے۔

موضوع سے ہٹ رہے ہو۔ شاطر ہنس کر بولا۔

یہ مشین کی آواز تھی۔ موضوع سے نہیں ہٹا۔

ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ پٹاری کے جنگل میں یونٹ نے شوٹنگ کا آغاز کیا ہی تھا کہ یہ حادثہ پیش آ گیا تھا......! مجھے تو حادثہ ہی کہنا چاہیے کیونکہ میں بھی راشد علوی کو اتنا برا آدمی نہیں سمجھتا!۔

راشد علوی کی طرف سے شکریہ۔ اب تم جلدی سے اصل بات بتا دو۔ انور بولا۔

لیکن شاطر ''اصل بات'' بتانے کی بجائے ویٹر کی طرف متوجہ ہو گیا جو کافی کی ٹرے لے آیا تھا۔

انور کی آنکھوں میں جھنجھلاہٹ کے آثار تھے لیکن وہ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا

رہا۔

شاطر نے پیالیاں سیدھی کیں اور شکردان کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ انور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولا "ٹھہرو......!"

شاطر نے ہنس کر کہا "کافی انڈیلنے سے قبل ہی میں اپنی بات ختم کر دوں گا۔"

تمہارے حق میں یہی بہتر ہو گا۔

تو ہوا یہ انور صاحب کہ شہزادہ اپنے گھوڑے سمیت مر گیا اور راشد علوی حراست میں ہے!

کیا بات ہوئی......!

بات ختم ہو گئی اب مجھے کافی انڈیلنے کی اجازت دو۔ اس نے کافی پاٹ اٹھا کر پیالی پر جھکاتے ہوئے کہا۔

میرے ساتھ کسی قسم کی ایکٹیوٹی تمہیں بہت مہنگی پڑے گی۔

میں جانتا ہوں! لیکن یقین کرو مجھے تفصیل کا علم نہیں۔ بس اتنا ہی جانتا ہوں کہ سوار اور گھوڑے دونوں کی ہڈیاں چور ہو گئیں اور راشد علوی حراست میں ہے۔

"کس تھانے میں......!"

ابھی تک مجھے اس کا بھی علم نہیں ہو سکا......!

اسٹوڈیو کے پھاٹک پر کیسی بھیڑ تھی۔

شہزاد کی جدید ترین محبوبہ کمپاؤنڈ میں پچھاڑیں کھا رہی تھی۔ اسے تھوڑی دیر پہلے ہی اس واقعے کی اطلاع ہوئی ہے۔ اسٹوڈیو دوڑی چلی آئی تاکہ یونٹ کے لوگوں سے تفصیل معلوم کر سکے۔

تمہیں یقین ہے کہ راشد علوی حراست میں ہے۔

میں نے سنا ہے۔

مجھے تفصیل کس سے معلوم ہو سکے گی

پروڈکشن منیجر سے۔وہ اسٹوڈیو میں موجود ہے!

اور سموسے تم نے کھائے ہیں کافی تم زہر مار کر رہے ہو۔انور نے جھلا کر کہا۔

''میرا رزق صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔کبھی شریفوں کو ذریعہ بناتا ہے اور کبھی حرام خوروں کو''۔

دل تو چاہتا ہے کہ اٹھوں اور چل دوں۔

خدا کی قسم جیب بالکل خالی ہے بہت ذلیل ہونا پڑے گا ایسی حرکت ہرگز نہ کرنا۔!شاطر نے گڑبڑا کر بولا۔

انور اٹھ کر کاؤنٹر پر گیا۔کافی اور سموسوں کی قیمت ادا کر کے باہر نکلا چلا آیا۔

اس کی موٹر سائیکل اب پھر اسٹوڈیو کی طرف جا رہی تھی۔

پروڈکشن منیجر تک بھی پہنچ گیا۔لیکن اس نے اس سلسلے میں کچھ بتانے سے معذوری ظاہر کی۔

''میں مجبور ہوں جناب! اس نے کہا! پولیس کی ہدایت ہے کہ اس سلسلے میں کسی سے کوئی بات نہ کروں!''

راشد کس تھانے میں ہے!

مجھے علم نہیں......!

سنو دوست! میں یہ معلومات رپورٹنگ کے لیے نہیں حاصل کرنا چاہتا۔راشد علوی سے میری قریبی تعلقات ہیں شاید میں اس کی کچھ مدد کر سکوں۔

پروڈکشن منیجر نے اسے غور سے دیکھا اور ٹھنڈی سانس لے کر بولا ''کوئی بھی اس بیچارے کی کوئی مدد نہیں کر سکے گا۔''

کیوں؟ کیا راشد نے اسے قتل کیا ہے۔

پھر؟ انور نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

حالات جناب......!

کیسے حالات......؟

بڑی عجیب بات ہے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ کے راشد سے قریبی تعلقات ہیں لیکن حالات کا علم نہیں ہے آپ کو۔

دونوں کے درمیان دشمنی تھی میں جانتا ہوں۔

بس تو پھر صاف ظاہر ہے کہ اسے فلم میں کاسٹ کرنا بھی سازش ہی کا ایک حصہ تھا یہ میرا خیال نہیں ہے دنیا یہ سمجھے گی۔

میں نے کچھ بھی نہیں دیکھا! میں گاڑی پر نہیں تھا۔

''کس گاڑی پر......!''

جس پر کیمرہ تھا......ہم نیچے تھے۔گاڑی چڑھائی پر تھی اور شہزاد کا گھوڑا اس سے بھی اونچائی پر جا رہا تھا۔

گاڑی پر کون کون تھا۔

صرف کیمرہ مین......اور راشد صاحب! راشد صاحب گاڑی کو ڈرائیو بھی کر رہے تھے۔ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا گاڑی پر۔

آپ نے فائر کی آواز سنی تھی......! انور نے پوچھا۔

فائر کی آواز۔اس نے حیرت سے کہا۔پتا نہیں کیسی کیسی افواہیں پھیل رہی ہیں!

''اوہ......تو یہ افواہ ہے......!''

قطعی افواہ ہے جناب......وہ گولی سے نہیں مرا۔بس اس کی اور گھوڑے کی ہڈیاں چور ہو گئیں۔

اچھا تو شاید وہ گھوڑے کو قابو میں نہ رکھ سکا ہو گا۔گھوڑے سمیت کھڈ میں گر گیا۔

ہرگز نہیں، گھوڑے کی دوڑتے دوڑتے بیٹھ گیا تھا اور شہزاد تو گھوڑے سے گرا بھی نہیں تھا۔گھوڑے کی پشت ہی پر ختم ہو گیا تھا۔ہم نے نیچے سے صاف دیکھا تھا......پھر اوپر پہنچے تو اس کی لاش گھوڑے کی پشت ہی پر پڑی نظر آئی تھی۔

گاڑی کتنے فاصلے سے چل رہی تھی۔

بہت فاصلہ تھا دونوں کے درمیان۔لانگ شاٹس لیے جا رہے تھے۔

کیمرہ مین سے کہاں ملاقات ہو سکے گی؟

راشد صاحب کے ساتھ وہ بھی حراست میں ہے......!

یہ کس سے معلوم ہو سکے گا کہ راشد نے شہزاد کو کیوں کاسٹ کیا تھا۔

میرا خیال ہے کہ شاید راشد صاحب کے علاوہ اس کے بارے میں کوئی کچھ نہ بتا سکے گا۔

آخر کس بنا پر پولیس نے آپ کو اس سلسلے میں گفتگو کرنے سے روک دیا تھا......!

میں کیا جانوں۔مجھ سے یہی کہا گیا تھا۔

کس نے کہا تھا۔

پہلے آپ بتائیے کہ آپ کون ہیں......!

میں اسٹار کا کرائم رپورٹر ہوں......!

اور آپ نے دھوکے سے یہ ساری باتیں معلوم کر لیں!وہ آنکھیں نکال کر بولا۔میں کہہ چکا ہوں کہ یہ معلومات رپورٹنگ کے لیے نہیں حاصل کرنا چاہتا۔راشد کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔انور نے آہستہ سے کہا۔

معاف کیجئے گا۔اب میں کچھ نہیں بتا سکتا۔

صرف اس آفیسر کا نام جس نے آپ کی زبان بندی کی ہے!

معافی چاہتا ہوں۔کہتا ہوا وہ دوسری طرف مڑ گیا۔!

اس کے بعد انور نے یونٹ کے دوسرے افراد سے بھی پوچھ گچھ کی تھی۔لیکن معلومات کا سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا۔کوئی بھی نہیں بتا سکا تھا کہ فلم ڈائریکٹر راشد علوی کو کہاں حراست میں رکھا گیا ہے۔......نہ یہی معلوم ہو سکا کہ کس کے حکم سے اس معاملے میں اتنی رازداری برتی جا رہی ہے۔!

پولیس ہیڈ کوارٹر سے فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن اسٹوڈیو کے ایکس چینج میں کسی خرابی کی بنا پر یہ بھی ممکن نہ ہوا۔

واپسی میں پھر شاطر سے مڈبھیڑ ہوگئی ہنس کر بولا! ''ٹھہرو......! رکو......''

انور نے گاڑی روک کر پیر نیچے ٹکا دیئے اور اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔

یہ تو تمہیں معلوم ہی نہ ہوسکا ہوگا کہ راشد کو رکھا کہاں گیا ہے۔ اس نے شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

معلوم ہو جائے گا......! انور نے کہا اور سامنے سے ہٹ جانے کا اشارہ کیا۔

انہیں سمجھا دیا گیا ہے کہ پریس رپورٹرز کو کوئی انفارمیشن نہ دیں!

کس نے سمجھا دیا ہے!

کرنل فریدی کے اسسٹنٹ کیپٹن حمید نے......!

اوہ......! انور ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا......پھر غرایا ''ہٹو سامنے سے۔''

شاطر نیاز مندانہ انداز میں اپنا ہاتھ پیشانی کی طرف لے گیا اور موٹر سائیکل کو راہ دیتا ہوا بولا۔ کبھی لنچ بھی کراؤ تو اس سے بھی زیادہ اہم اطلاعات فراہم کروں گا۔

انور کی موٹر سائیکل تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔!

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

میں تمہیں ویسی ہی تین لاشیں اور دکھانا چاہتا ہوں۔

کیا مطلب!

ہم وہیں جا رہے ہیں جہاں تم انہیں دیکھ سکو گے!

وہ تین افراد کون ہیں......

اس علاقے کی پولیس فورس سے ان کا تعلق تھا! اسی سلسلے میں دیکھ بھال کے لیے پہاڑی پر چڑھے تھے اور پھر ان کی لاشیں بھی اسی حال میں پائی گئیں۔

یعنی ہڈیاں چور ہو گئی تھیں۔

تم دیکھ ہی لو گے۔ فریدی نے کہا اور تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ پہلے میرا بھی یہی خیال تھا کہ راشد اور کیمرہ مین دونوں جھوٹے ہیں اور شہزاد کسی سازش کے تحت مارا گیا۔ ظاہر ہے راشد اور شہزاد ایک دوسرے کے دشمن تھے اور راشد کی دشمنی تو مسلم تھی کیوں کہ شہزاد نے اس کی بیوی کو ورغلا کر دونوں میں علیحدگی کرا دی تھی اور پھر عرصہ تک اسے اپنی داشتہ بنائے رکھا تھا۔

سنیے! حمید دفعتاً چونک کر بولا۔ ''یقیناً کیمرہ اس وقت بھی چلتا رہا ہو گا۔ جب حادثہ پیش آیا تھا۔''

ہاں اور میں پہلے ہی اس کا انتظام کر چکا ہوں کہ اس وقت کی شوٹنگ کے رش پرنٹس مجھ تک پہنچ جائیں۔ خود راشد ہی نے اس کی طرف توجہ دلائی تھی۔

ہیلی کاپٹر جنگل کی حدود سے نکل آیا تھا اور اب اس کی پرواز شمال مشرق کی جانب جاری تھی۔ ''لاشیں کردھنا کی پولیس چوکی پر موجود ہیں۔'' فریدی نے کہا میری معلومات کے مطابق وہ بھی وہیں پائی گئی تھیں جہاں شہزاد کو حادثہ پیش آیا تھا،

حمید کچھ نہ بولا۔ اس کی آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

کردھنا کی پولیس چوکی کے سامنے والے میدان میں فریدی نے ہیلی کاپٹر اتارا اور دونوں نیچے اتر کر عمارت کی طرف بڑھے۔ ہیلی کاپٹر کی آواز سن کر چوکی کا

انچارج پہلے ہی باہر نکل آیا تھا۔ انہیں سیلوٹ کر کے بولا۔ ”وہ غائب ہو گیا جناب......!“

کون؟ فریدی نے سوال کیا؟

چوتھا سپاہی......!

کہاں غائب ہو گیا۔ میں نے تمہیں مطلع کیا تھا کہ اسے موجود رہنا چاہیے۔

میں نے اسے آگاہ کر دیا تھا جناب!

کیا وہ اس چوکی کا سپاہی نہیں تھا!

یہیں کا تھا جناب...... اب میں تنہا رہ گیا ہوں...... میرے ساتھ چار سپاہی تھے۔ تین ختم ہو گئے اور چوتھا!

کتنی دیر سے وہ یہاں نہیں ہے۔

دو گھنٹے ہو گئے جناب۔

ہو سکتا ہے کہیں چلا گیا ہو واپس آ جائے......

خدا جانے! مجھے اس کی ذہنی حالت ٹھیک معلوم نہیں ہوتی تھی۔

تم بھی بہت زیادہ پریشان نظر آ رہے ہو!

ظاہر ہے جناب۔ تین لاشیں......! وہ مڑ کر عمارت کی طرف دیکھنے لگا۔

چلو اندر چلو۔ فریدی اس کا شانہ تھپک کر بولا۔

وہ اس کے آفس میں آئے اور فریدی نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

تم یہیں بیٹھو! ہم خود لاشیں دیکھ لے گے۔...... کہاں ہیں!

اس نے بائیں جانب والے دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا دیا۔

وہ دونوں اس کمرے میں جہاں لاشیں فرش پر پڑی ہوئی تھیں اور انہیں چادروں سے ڈھانک دیا گیا تھا!

تھوڑی دیر بعد حمید نے کہا ”بالکل ویسی ہی حالت ہے جیسی شہزاد کی لاش کی

تھی۔''

فریدی جو بڑے انہماک سے ان کا جائزہ لے رہا تھا سر اٹھا کر بولا۔ کسی اونچی جگہ سے گرنے پر ہڈیاں اس طرح نہیں ٹوٹتیں۔

حمید کچھ نہ بولا۔ اور وہ پھر انچارج کے کمرے میں واپس آ گئے۔

لاشیں یہاں تک کس طرح لائی گئیں۔ فریدی نے انچارج سے سوال کیا۔

وہ جیپ میں گئے تھے! جیپ کو اس راستے پر لے گئے جہاں سے فلم والوں نے شوٹنگ کی تھی۔ گاڑی روک کر ان میں سے تین اس جگہ پیدل گئے جہاں گھوڑا سوار ہیرو کو حادثہ پیش آیا تھا۔ چوتھا یعنی جو زندہ بچا ہے جیپ ہی میں بیٹھا رہا۔ پھر اس نے ان تینوں کو گرتے اور مرتے دیکھا! وہ خوفزدہ ہو کر پلٹ آیا۔ مجھے اطلاع دی۔ بہت بری حالت ہو رہی تھی اس کی اس لیے میں نے تو اسے یہیں چھوڑا اور محکمہ جنگلات کے کچھ لوگوں کو لے کر وہاں پہنچ گیا۔ پھر انہی کی مدد سے لاشیں یہاں اٹھوالایا تھا۔

اس نے انہیں کس طرح گرتے دیکھا تھا۔ فریدی نے سوال کیا۔

ڈھنگ سے کچھ بھی نہیں بتا سکا!

اس کے کہاں تلاش کیا جائے۔ فریدی نے پوچھا۔

آپ نے دیکھا ہو گا کہ یہاں سے قریب ترین بستی کا فاصلہ بھی پانچ میل سے کم نہیں ہے اور وہ جہاں بھی گیا ہے پیدل گیا کیونکہ جیپ موجود ہے لیکن اس کی حالت ایسی نہیں تھی کہ ایک میل بھی پیدل چل سکے۔

پانچ میل کے فاصلے پر کونسی بستی ہے۔

محکمۂ جنگلات کے ملازمین کے کوارٹرز ہیں۔

وہاں کسی سے اس کی شناسائی ہے۔

سبھی سے ہے...... ! کبھی وہ لوگ اِدھر آ جاتے ہیں۔ کبھی ہم میں سے کچھ اُدھر چلے جاتے ہیں۔

سپاہی کا نام کیا ہے؟

مبارک علی......!

''اچھی بات ہے! فریدی اٹھتا ہوا بولا! ہم دیکھتے ہیں تمہاری جیپ لے جا رہے ہیں۔''

''ضرور.....ضرور.....'' جناب......للّی......لیکن یہ لاشیں۔!

جلد ہی یہاں سے اٹھ جائیں گے بے فکر رہو۔!

ہیلی کاپٹر وہیں چھوڑ کر وہ جیپ میں روانہ ہوئے۔ حمید ڈرائیو کر رہا تھا۔

میں نے تو نہیں دیکھی وہ بستی! اس نے کہا۔

بس سیدھے چلتے رہو۔ میں بتاؤں گا۔

آخر آپ ان اموات کے سلسلے میں کس نتیجے پر پہنچے ہیں!

کسی بھی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا! فی الحال اس نکتے پر غور کر رہا ہوں کہ شہزاد کی لاش وہاں سے کچھ لوگوں نے ہٹائی تھی لیکن وہ محفوظ رہے۔ پھر یہ تینوں لاشیں بھی ہٹائی گئیں لیکن لاشیں ہٹانے والے کسی حادثے کا شکار نہیں ہوئے اور میں بھی اس جگہ کا جائزہ لے چکا ہوں کچھ دیر وہاں ٹھہرا بھی تھا۔

بہتر ہے! اب کسی عامل روحانی سے رجوع کیجئے۔

فضول باتیں مت کرو۔

پھر اور کیا کہوں۔

وہ علاقہ عرصے سے مشکوک ہے۔

میں نہیں سمجھا۔

پچھلے سال تیل تلاش کرنے والی ایک ٹیم کو بھی ایسے ہی حالات سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ لیکن میں تو پچھلے سال ایسی کوئی حیرت انگیز خبر نہیں سنی تھی۔

جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔ ان کی کچھ گاڑیاں حیرت انگیز طور پر ٹوٹ پھوٹ گئی

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

کچھ بتانے سے قبل ہی ختم ہو گیا تھا جناب!

کیا آپ کو اس کے تینوں ساتھیوں کی موت کی اطلاع مل چکی ہے۔

نہیں ...... تو۔! وہ خوفزدہ انداز میں بولا۔

وہ تینوں بھی مر چکے ہیں اور اس کی ذمہ داری سراسر آپ لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔

جی میں نہیں سمجھا۔

میرا مطلب تھا محکمہ جنگلات پر عائد ہوتی ہے۔

آخر کیوں؟ کس طرح!

چٹلی پہاڑیوں والے علاقے کو آپ لوگوں نے ممنوعہ کیوں نہیں قرار دیا......؟

تو کیا وہ تینوں وہیں......!

جی ہاں...... ان کی ہڈیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ہیں۔

اور وہ فلم والے بھی...... خدایا یہ کیا ہو رہا ہے۔؟

آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ اسے ممنوعہ علاقہ کیوں نہیں قرار دیا گیا۔

وہاں سے کبھی کبھی مویشیوں کے اتلاف جان کی اطلاع ملتی تھی۔ جسے غیر معمولی نہیں کہا جا سکتا تھا......!

حمید اسے عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا! دفعتاً بولا! ''وہ گلاس کہاں ہے جس میں اس نے پانی پیا تھا!''

گلاس...... گلاس وہیں ہو گا جہاں ہوتا ہے۔!

کہاں ہوتا ہے۔ حمید آگے بڑھتا ہوا بولا۔

وہ اس کے ساتھ اس جگہ پہنچا جہاں کئی مٹکے پانی سے بھرے ہوئے رکھے تھے

تین گلاس بھی تھے۔!

کس گلاس میں پیا تھا اور کس مٹکے سے پانی نکالا تھا!

یہ بتانا تو مشکل ہے! کوئی اس کے پیچھے نہیں آیا تھا۔

کسی نے پانی پیتے دیکھا تھا۔

جی نہیں!

پھر آپ نے کیسے کہہ دیا کہ اس نے مرنے سے قبل پانی پیا تھا!

اس نے جب سینے میں درد کی شکایت کی تو بتایا تھا کہ ابھی پانی پیا ہے۔

اس کے بعد بھی کس نے ان مٹکوں سے پانی پیا تھا!

مجھے علم نہیں۔!

ان مٹکوں اور گلاسوں کو اب ہاتھ نہ لگایا جائے۔حمید نے کہا۔

اوہ تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پانی میں زہر ملا ہوا ہے......میرے دفتر کے پانی میں۔! اس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

فریدی اس دوران میں خاموش کھڑا ان کی گفتگو سنتا رہا تھا۔

ان کا پانی تجزیئے کے لیے لے جایا جائے گا۔ براہ کرم تین بوتلیں فراہم کر دیجیے۔حمید نے کہا۔

''ضرور۔ضرور!''

ضابطے کی کارروائی ہے! فریدی نے نرم لہجے میں کہا۔

جی ہاں میں سمجھتا ہوں! اس نے کہا اور بوتلوں کی فراہمی کے لیے وہاں سے چلا گیا۔

حمید نے گلاسوں کو اٹھا اٹھا کر سونگھا اور پھر رکھ دیا۔

تمہارا خیال غلط نہیں ہوسکتا! فریدی بولا۔مرنے والے کے ہونٹ نیلے پڑ گئے ہیں۔

☆

کرائم رپورٹر انور کی تگ و دو کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا تھا۔ فریدی یا حمید سے ملاقات نہیں ہو سکی تھی۔ لہٰذا ایک بار پھر نشو فاز اسٹوڈیو کا رخ کرنا پڑا۔

براہ راست اسٹوڈیو کے منیجر کے کمرے میں پہنچا تھا! یہاں اس ہیروئن سے ملاقات ہوئی جس کے بارے میں شاطر سے معلوم ہوا تھا کہ ان دنوں شہزاد کی نظر عنایت اس پر رہی تھی......!

انور سے براہ راست اس کا تعارف کبھی نہیں ہوا تھا لیکن شاید وہ انور کو پہچانتی تھی۔ اسے دیکھتے ہی مضطربانہ انداز میں کرسی سے اٹھتی ہوئی بولی۔ اب شاید میں اپنی آواز پریس تک پہنچا سکوں......انور صاحب آپ ایک ایماندار صحافی ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کو کوئی نہیں خرید سکتا۔!

بیٹھیے بیٹھیے۔ انور نے کہا۔ آخر کیا پریشانی ہے۔

''میری کوئی نہیں سنتا سیٹھ ویلانی کو بھی اندر ہونا چاہیے......! یہ راشد اور شہزاد کی دشمنی کا معاملہ نہیں ہے یہ ویلانی اور شہزاد کی دشمنی کا قصہ ہے!''

آرام سے بیٹھ جائیے اور پھر بتائیے کیا بات ہے۔

اسٹوڈیو کے منیجر نے مضطربانہ انداز میں انور کی طرف دیکھا لیکن انور اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

میں یہاں بات نہیں کروں گی۔ ہیروئن بولی۔ کہیں اور چلیے......!

جہاں دل چاہے......

میرے آفس میں چلیے۔

یہاں آپ کا کوئی آفس بھی ہے؟

کیوں نہیں۔ میں خود بھی فلمیں پروڈیوس کر رہی ہوں۔

اوہ......اچھا تو چلیے......!

منیجر سے انور کی شناسائی تھی۔ دونوں کی نظریں ملیں اور انور نے اس کی آنکھوں میں کچھ ایسا تاثر محسوس کیا جیسے وہ اسے اس کے ساتھ جانے سے باز رکھنا چاہتا ہو۔ لیکن وہ رکا نہیں تھا۔ ہیروئن اسے اپنے دفتر میں لائی۔

دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے اور وہ عجیب نظروں سے انور کو دیکھتی رہی پھر بولی

''آپ بڑی دلکش شخصیت کے مالک ہیں مجھے حیرت ہے کہ آپ نے کبھی فلم کی طرف آنے کے بارے میں کیوں نہیں سوچا۔''

فضول باتیں سوچنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ ہاں آپ مجھے اس کیس کے سلسلے میں کیا بتانا چاہتی ہیں......!

ویلانی حرام زادہ بہت دنوں سے میرے چکر میں ہے میں شہزاد کو چاہتی تھی۔ وہ میرا محبوب تھا۔ دنیا جانتی ہے اس لیے ویلانی اور راشد نے سازش کر کے اسے......

بات سمجھ میں نہیں آئی۔

وہ راشد کی فلم کا فائننسر ہے!

آپ کا مطلب ہے ویلانی......!

جی ہاں۔ اس نے راشد کو مجبور کیا تھا کہ وہ شہزادی کو ہیرو کاسٹ کر لے......آخر اسے کیوں نہیں لیا گیا حراست میں!

''شہزاد اور راشد کے درمیان دشمنی تھی۔''

ویلانی نے راشد کو اسی شرط پر فائننس کیا تھا کہ وہ شہزادی کو کاسٹ کرے۔ اور سنئے! یہ سراسر اتہام ہے کہ شہزاد نے راشد کی بیوی کو ورغلایا تھا وہ کتیا خود ہی مرمٹی تھی شہزاد پر اور راشد سے طلاق لے لینے کے بعد ایک عرصہ تک شہزاد کو خراب وخوار رکھا تھا۔

تو آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں۔

یقین کیجئے مسٹر انور میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتی کہ آپ بھی فلم

انڈسٹری سے منسلک ہو جائیں۔ ہم دونوں مل کر ایسی فلمیں بنائیں گے کہ بس۔ ابھی حال میں، میں نے ہیڈلے چیز کا ایک ناول پڑھا ہے! ایک ایسے کرائم رپورٹر کی کہانی ہے جو اسمگلرز کے ایک گروہ کے پیچھے پڑ گیا تھا۔ کیا کہانی تھی۔ اگر اسے لوکل کلر دے کر ڈرامائی تشکیل کی جائے مزہ آ جائے۔

یہی اطلاع دینے کے لیے آپ مجھے یہاں لائی تھیں۔

اوہ ہاں تو وہ ویلانی سیٹھ۔

بس انور ہاتھ اٹھا کر بولا۔ آپ کی چاہت بھی مشکوک ہے۔

میں نہیں سمجھی۔

آخر چاہت کا کیا انداز تھا۔

اچھا اچھا! میں سمجھی! وہ ہنس کر بولی۔ لیکن مسٹر انور چاہت اپنی جگہ بزنس اپنی جگہ میں شہزاد کو اس کی زندگی میں چاہتی تھی۔

تو پھر ویلانی کو بھی جہنم میں جھونکیے۔ شہزاد تو واپس نہیں آ سکتا۔ اگر وہ بھی گرفتار ہو جائے۔

جی ہاں اور کیا؟

تو پھر میں چلوں......

اب میرے گھر چلیے تاکہ آپ کو ہیڈلے چیز کا وہ ناول دکھا سکوں۔

مجھے ہیڈلے چیز سے کوئی دلچسپی نہیں ہے......!

خیر، خیر پھر سہی! وہ ڈھٹائی سے ہنس کر بولی! آپ بہت مصروف آدمی ہیں ویسے خوبصورت مرد میری کمزوری ہیں۔

بیوقوف عورتیں میری کمزوری کبھی نہیں رہیں۔ انور نے کہا اور اس کے آفس سے نکلا چلا آیا۔ تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ اسٹوڈیو کا منیجر تیزی سے اس کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔

مسٹر انور پلیز ......ایک منٹ! اس نے اسے آواز دی۔ انور رک گیا!

بکواس ہے محض بکواس! اس نے قریب پہنچ کر کہا۔

میں نہیں سمجھا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں! انور نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں! شاداں ویلانی کے بارے میں جو کچھ کہہ رہی تھی محض بکواس ہے! ویلانی نے محض مارکٹ ویلیو کی بنا پر شہزاد کے کاسٹ کیے جانے پر زور دیا تھا۔ قصہ دراصل یہ ہے کہ شاداں نے اپنی ذاتی فلم کے لیے اس سے فائنس مانگا تھا لیکن اس نے انکار کر دیا تھا۔

تو آپ چاہتے ہیں کہ میں اپنی رپورٹنگ میں ویلانی کو کوئی اہمیت نہ دوں۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ شاداں کے لگائے ہوئے الزام سے متعلق خاصی چھان بین کے بعد رپورٹنگ کریں۔

مشورے کا شکریہ! میں خیال رکھوں گا۔

آپ کے لیے ایک اہم اطلاع اور بھی ہے۔ غالباً آپ کے لیے کارآمد ہو! منیجر نے کہا۔

فرمائیے۔

کرنل فریدی نے اس رول کے رش پرنٹس طلب کیے تھے! جو شوٹنگ کے وقت کیمرے میں چل رہا تھا۔ لیکن وہ رول لیبارٹری سے غائب ہوگیا......!

کس لیبارٹری سے!

گل پروسس سے۔ اور گل پروسس کا مالک رحیم گل شاداں کا بڑا بھائی ہے!

اوہ!

میں نے اپنا فرض سمجھا کہ آپ کو آگاہ کردوں۔ راشد کے گرد جال بچھایا جا رہا ہے وہ اتنا برا نہیں ہے کہ کسی کے خلاف اس کی دشمنی اسے قتل تک لے جائے۔

میں دیکھوں گا! انور نے کہا اور موٹر سائیکل اسٹارٹ کر کے اسٹوڈیو سے نکل

بھاگا۔

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

☆

وہ دونوں کوٹھی میں داخل ہو کر بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ فون کی گھنٹی بجی! فریدی نے ریسیور اٹھالیا۔

ہیلو!

کرنل صاحب! دوسری طرف سے آواز آئی۔

اوہ۔ انور......

جی ہاں......کیا راشد علوی آپ کی کسٹڈی میں ہے!

ہوں۔ کیوں؟

کیا آپ نے اس مخصوص شوٹنگ کے رش پرنٹس طلب کئے تھے!

ہاں کئے تھے! ابھی تک موصول نہیں ہوئے۔

نہیں موصول ہو سکیں گے۔

کیا مطلب......!

نگیٹو کارول لیبارٹری سے غائب وہ گیا۔

تمہیں کیسے معلوم ہوا۔

راشد علوی سے میرے مراسم ہیں اس لیے میں کل سے دوڑ دھوپ کر رہا ہوں۔ آپ سے کئی بار فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر چکا ہوں

میں یہاں نہیں تھا۔

کیا میں آسکتا ہوں......!

آجاؤ۔ فریدی ریسیور کریڈل پر رکھ کر حمید کی طرف مڑا۔

آپ نے اسے کیوں بلایا ہے۔ حمید نے پوچھا۔

وہ خود آنا چاہتا ہے میں نے نہیں بلایا ہے اس نے اطلاع دی ہے کہ وہ لیبارٹری سے غائب ہو گیا ہے جس کے رش پرنٹس میں نے منگوائے تھے۔

اسے اس کی اطلاع کیوں کر ہوئی کہ آپ نے رش پرنٹس منگوائے تھے۔

میں نہیں جانتا۔

اچھی بات ہے! میں جا کر خبر لیتا ہوں گل پروسس والوں کی.....!

ضرور خبر لو۔فریدی لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دے کر بولا۔

حمید فرار چاہتا تھا دو دن سے سکون نصیب نہیں ہوا تھا۔انور کے آتے ہی پھر وہی قضیہ چھڑ جاتا۔

وہ اپنے کمرے میں آیا اور لباس تبدیل کرنے لگا۔عجیب سی وحشت ذہن پر طاری تھی..... اس کیس کی طرف سے دھیان ہٹانا تھا لیکن کامیاب نہیں ہوتا تھا کیا سپاہی مبارک علی اس لیے مر گیا کہ جو کچھ اس نے دیکھا تھا کسی اور کو نہ بتا سکے! ادھر نگیٹو کا وہ رول لیبارٹری سے غائب ہو گیا جو حادثے کے دوران کیمرے میں چلتا رہا تھا..... گویا اس میں بھی کوئی ایسی چیز تھی جو مبینہ حادثے کی وجہ پر روشنی ڈال سکتی!

وہ لباس تبدیل کر کے کمرے سے نکلا اور باہر جا رہا تھا کہ فریدی نے آواز دی اور وہ پھر لیونگ روم کی طرف گھوم گیا!

''گل پروسس کے پورے عملے کو چیک کرنا۔''فریدی نے کہا۔

''دودھ کی شیشی اور نیپکن بھی ساتھ کر دیجیے''!حمید بھنا کر بولا۔

دفع ہو جاؤ!

وہ سر ہلا کر چل دیا''جیسے دفع ہو جاؤ''نے بغیر توانائی میں کمی واقع ہو جاتی......

گل پروسس اسی سڑک کی ایک عمارت میں واقع تھا جس پر نشو فاز اسٹوڈیوز کی عمارات تھیں۔حمید کی گاڑی عین پروسس کے دفتر کے سامنے جا رکی.....لیکن وہ گاڑی سے اترا نہیں انجن بند کر کے بیٹھا عمارت کو گھورتا رہا۔سوچ رہا تھا کہ اسے رحیم گل سے کس طرح پیش آنا چاہیے کیونکہ وہ انڈسٹری کا دادا بھی کہلاتا تھا۔شہر کے

متعدد بڑے بدمعاش اس کے گرد پھرتے تھے۔ خود وہ بھی دیو پیکر قسم کا آدمی تھا۔ بزنس بھی دھونس دھڑلے کی بنا پر کرتا تھا ورنہ آس پاس کئی لیبارٹریاں اور بھی تھیں۔

حمید گاڑی سے اتر کر آفس میں پہنچا۔

لیبارٹری انچارج سے ملاقات ہوئی۔ خود رحیم گل اس وقت موجود نہیں تھا۔

حمید نے رش پرنٹس کے بارے میں استفسار کیا۔

ہمیں وہ رول موصول نہیں ہوا جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں! اس نے کہا اور حمید نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گیا عقابی نظریں لیبارٹری انچارج کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

آپ تو اس طرح دیکھ رہے ہیں جناب جیسے میں غلط بیانی سے کام لے رہا ہوں۔

لیبارٹری انچارج نے کہا۔

رحیم گل کہاں ہیں! حمید نے خشک لہجے میں پوچھا۔

مجھے علم نہیں!

وہ رجسٹر لاؤ جس میں روزانہ کا اندراج کرتے ہو......!

جی ہاں...... رجسٹر بھی دیکھ لیجئے۔ انچارج دوسری میز کی طرف بڑھتا ہوا بولا اور اس پر سے ایک رجسٹر اٹھا کر حمید کے سامنے رکھ دیا۔

کل سے آج تک کے مندرجات دکھاؤ۔

وہ رجسٹر کے ورق الٹنے لگا۔

یہ دیکھئے یہاں سے کل کے اندراجات کی ابتدا ہوئی ہے۔ انچارج نے نشاندہی کی۔

حمید نے بغور جائزہ لے ڈالا لیکن آر۔ اے پروڈکشن کا کوئی اندراج نہ ملا۔

لیکن پروڈکشن منیجر نے اطلاع دی تھی کہ رول یہیں دیا گیا ہے۔ حمید نے کہا۔

خدا جانے جناب...... اگر یہاں دیا ہوگا تو اس کے پاس رسید ضرور ہوگی! اس نے بیزار سے کہا۔

ٹھیک ہے میں دیکھتا ہوں......! حمید نے کہا اور دفتر سے باہر آ گیا۔ راشد علوی کا کام رک گیا تھا۔ ضروری نہیں تھا کہ اس کے پروڈکشن منیجر سے اسٹوڈیو ہی میں ملاقات ہو جاتی۔ پھر بھی وہ نشو فاز اسٹوڈیوز کی طرف روانہ ہو گیا۔

یہاں اسٹوڈیو کے منیجر سے ملاقات ہوئی اور اس نے بتایا کہ راشد علوی کے دفتر میں تالا پڑا ہوا ہے۔ اس کے یونٹ کا کوئی آدمی اس وقت اسٹوڈیو میں نہیں مل سکے گا اور پھر خود اسی نے حمید سے پوچھ لیا! کیوں جناب اس رول کا سراغ ملا یا نہیں؟

حمید چونک کر اسے دیکھنے لگا اور وہ جلدی سے بولا! کیوں کیا میں نے کوئی غلط بات پوچھ لی ہے جناب۔

قطعی نہیں، حمید نے سر کو منفی جنبش دے کر کہا! تو یہ بات خاصی مشہور ہو گئی ہے؟

میں نہیں جانتا کہ کیسے مشہور ہوئی! منیجر سٹپٹا کر بولا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔ لیکن گل پروسس والے کہتے ہیں کہ رول ان کے یہاں سرے سے پہنچا ہی نہیں۔ حمید اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

بڑی عجیب بات ہے......!

میں نے رجسٹر بھی دیکھا ہے! اس رول سے متعلق کوئی اندراج نہیں ملا۔

تو انہوں نے صاف انکار کر دیا! منیجر نے متحیرانہ انداز میں پوچھا!

ظاہر ہے! تبھی تو مجھے راشد کے پروڈکشن منیجر کی تلاش ہے!

مارا گیا بیچارا!

کیا مطلب!

رحیم گل کے ڈر سے سچی بات نہ بتا سکے گا اور دوسری طرف سے آپ لوگ اس کی گردن دبائیں گے۔

رسید تو ہوگی اس کے پاس۔

بہترے کاموں کا اندراج سرے سے ہوتا ہی نہیں۔ پھر رسید کیسی۔ اگر میرا نام منظر عام پر نہ آئے تو میں بھی کچھ بتاؤں آپ کو......!

ضرور......ضرور......میں غیر شادی شدہ ہوں......!

جی میں نہیں سمجھا!

شادی شدہ لوگوں سے راز کی باتیں نہیں کہی جاتیں۔ وہ اپنی بیویوں کو بتاتے ہیں اور بیویاں پڑوسنوں تک پہنچا دیتی ہیں۔ اس طرح شہر میں ڈھنڈورا پٹ جاتا ہے۔

منیجر بے ڈھنگے پن سے ہنس کر بولا! بجا فرمایا......ایسا ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح بہترے سرکاری راز منظر عام پر آ جاتے ہیں۔

لہذا جو کچھ بتانا ہے اطمینان سے بتائیے۔

''پروڈکشن منیجر نے وہ رول خود رحیم گل کے ہاتھ میں دیا تھا اور اسے آگاہ کر دیا تھا کہ رش پرنٹس محکمہ سراغ رسانی کو جائیں گے۔''

تو پھر ہو سکتا ہے کہ رحیم گل ہی اس سلسلے میں جوابدہی کر سکے۔

سوال ہی نہیں پیدا ہوتا جناب! لیبارٹری انچارج اس کی طرف سے جوابدہی کر چکا۔ اب کسی کی زبان سے نہیں نکلے گا کہ وہ رول وصول کیا گیا تھا۔

آپ کو کیسے علم ہوا تھا کہ رول غائب ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں خاصی رازداری برتی ہوگی۔

بقول آپ عورتیں راز کی باتیں شہر میں پھیلا دیتی ہیں۔ منیجر نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا ''رحیم گل کی محبوب کسی سے کہہ رہی تھی میں نے سن لیا۔''

وہ کہاں ملے گی۔

اپنے فلیٹ میں۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

مجھ سے کہا گیا تھا کہ اس شوٹنگ کے رش پرنٹس نکلوا کر آپ کو بھجوا دوں ......لیکن جناب جب یہ کام کرنے چلا تو معلوم ہوا کہ رول کیمرے میں موجود ہی نہیں ہے۔

اس جھوٹ کا کتنا معاوضہ ملا ہے! حمید نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔جج......جی میں نہیں سمجھا! وہ خوفزدہ ہو کر بولا۔

معاوضہ ملا ہے یا اس نے محض دھمکی سے کام چلالیا......؟

آپ کی کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔

آپ نے وہ رول رحیم گل کو دیا تھا۔

پپ پتا نہیں آپ......

سچی بات مسٹر......! حمید نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

رول کیمرے میں نہیں تھا۔

ایک اہم شہادت ضائع کر دینے کے الزام کے تحت آپ گرفتار بھی کیے جا سکتے ہیں۔میں نے کوئی شہادت ضائع نہیں کی۔میں قسم کھا سکتا ہوں۔

اس کے باوجود بھی الزام سے نہیں بچ سکتے! کیونکہ میرے پاس ایسے شاہد موجود ہیں جنہوں نے آپ کو وہ رول رحیم گل کے حوالے کرتے دیکھا تھا۔

خدا کے لیے مجھ پر رحم کیجئے۔

آپ خود اپنے آپ پر رحم کرنے کی کوشش کیجئے۔

میں مفت میں مارا جا رہا ہوں جناب......

اچھی بات ہے میں چلا!

ایک منٹ......میں بہت خوفزدہ ہوں۔

تو پھر سچی بات کہہ دینے میں دیر نہ لگائیے۔آپ کی حفاظت ہمارا ذمہ ہے۔جی ہاں رول میں نے اسے کل ہی دے دیا تھا۔لیکن آج سہ پہر کو گھبرایا ہوا میرے پاس آیا اور رول کے گم ہو جانے کی اطلاع دی۔پھر بولا کہ میں آپ لوگوں کو اس

کے کیمرے ہی سے گم ہو جانے کی کہانی سنا دوں!

اور آپ نے سنا دی! حمید نے تلخ لہجے میں کہا!

مجبوری جناب! اس سے سب ڈرتے ہین...... اس کے کئی عزیز بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر فائز ہیں۔ اور خود بھی بہت بڑا غنڈہ ہے۔

مجھے علم ہے۔

بس تو پھر اب میری عزت آپ ہی کے ہاتھ میں ہے......!

خیر میں دیکھوں گا کہ اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔

بہت بہت شکریہ جناب!

رحیم گل سے ماریہ کا کیا تعلق ہے۔

وہ اس کی داشتہ ہے......!

کوئی دیسی عورت......

جی نہیں یوریشین ہے۔ باپ انگریز اور ماں سیامی تھی!

شاید وہ اپنے فلیٹ میں تنہا نہیں رہتی!

تنہا رہتی ہے جناب۔

کیا وہ اس کی لیب میں آتی رہتی ہے۔

سارا دن لیب ہی میں تو گذارتی ہے۔

وہ شاید نصیر بلڈنگ میں رہتی ہے۔ لیکن فلیٹ کا نمبر مجھے نہیں معلوم۔ کیا آپ بتا سکیں گے۔ فلیٹ نمبر تیرہ......!

اچھی بات ہے! حمید نے طویل سانس لے کر بولا۔ اگر رحیم گل آپ سے پوچھے تو یہی بتایئے گا کہ آپ نے مجھے کیمرے ہی سے رول غائب ہو جانے کی کہانی سنائی ہے!

زندگی بھر آپ کا احسان مند رہوں گا......!

تو یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی تھی کہ رول رحیم گل کی لیبارٹری ہی سے غائب ہوا تھا۔ حمید سوچ رہا تھا کہ اب ماریہ کو دیکھے یا پہلے فریدی کو ان حالات سے مطلع کر دے۔

حمید گاڑی اسٹارٹ کر کے سڑک پر آ نکلا اور پھر ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ کے قریب رکھا......

فریدی گھر ہی پر موجود تھا۔ حمید سے اب تک کی روداد سن کر بولا۔ ماریہ سے پوچھ گچھ کرنے سے قبل یہ معلوم کرو کہ اس نے رول غائب ہو جانے سے متعلق کسے بتایا تھا۔

اسٹوڈیو کے منیجر کے علاوہ اور کوئی نہ بتا سکے گا! حمید نے ماؤتھ پیس میں کہا اور اگر اسے بتانا ہوتا تو پہلے ہی بتا دیتا۔

یہ ضروری ہے...... ورنہ وہ بھی مر جائے گی۔

رحیم گل کے لیے کیا کیا جائے۔

یہ مجھ پر چھوڑ دو تم اس سے مت بھڑنا......!

کیا آپ بھی اسے خطرناک سمجھتے ہیں!

اوہ فضول باتوں میں کیوں پڑتے ہو۔ جو کہہ رہا ہوں کرو!

حمید نے برا سا منہ بنا کر رابطہ منقطع کر دیا۔

ایک بار پھر اس کی گاڑی نشو فا اسٹوڈیوز کی طرف جا رہی تھی۔ رول کسی بھی طرح غائب ہوا ہو۔ مقصد صاف ظاہر تھا۔ تو کیا سچ مچ راشد کو الجھانے کے لیے کوئی شہادت ضائع کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ لیکن پھر ان کانسٹیبلوں کی اموات کو کس خانے میں فٹ کیا جائے گا۔ وہ کیوں مارے گئے اس سے پہلے اس علاقے میں مویشیوں کو بھی حادثے پیش آتے رہے تھے۔ ایک سروے ٹیم کی گاڑیاں ٹوٹ پھوٹ گئی تھیں۔ یہ سب کیا تھا...... پھر سپاہی مبارک علی اس طرح مر گیا؟ ابھی تک

پوسٹ مارٹم کی رپورٹ نہیں ملی تھی۔ پانی کے تجزیئے سے کیا نتیجہ برآمد ہوا؟ وہ اس سے بھی لاعلم تھا۔

اسٹوڈیو کے پارکنگ شڈ میں گاڑی پارک کر کے وہ منیجر کے کمرے کی طرف بڑھا۔

منیجر آفس میں موجود نہیں تھا۔ لیکن کئی اور افراد بیٹھے نظر آئے۔ حمید نے منیجر کے متعلق استفسار کیا۔

چپڑاسی نے بتایا کہ وہ کسی فلور پر گیا ہوا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جلدی اس کی واپسی بھی ہو جائے۔

تلاش کر کے میری آمد کی اطلاع دو۔ یہ اشد ضروری ہے! حمید نے اس سے کہا اور وہیں بیٹھ گیا! دوسرے لوگ خاموش ہو گئے تھے! چپڑاسی چلا گیا۔

کمرے کی فضا پر خاموشی مسلط تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے وہ لوگ اس کے وہاں پہنچنے سے قبل کسی خاص موضوع پر گفتگو کرتے رہے ہوں اور اس کی موجودگی میں اسے جاری رکھنا مناسب نہ سمجھتے ہوں!

حمید نے جیب سے پاؤچ نکالی اور پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد چپڑاسی پلٹ آیا۔ اور حمید کے قریب جھک کر آہستہ سے بولا۔ منیجر صاحب دفتر میں آپ سے نہیں ملنا چاہتے۔ باہر منتظر ہیں۔

اچھا۔ حمید اٹھتا ہوا بولا۔ منیجر سے لان پر ملاقات ہوئی۔ اس کے چہرے سے تشویش ظاہر ہو رہی تھی۔

ایک بات میں آپ سے پوچھنا بھول گیا تھا۔ حمید نے کہا۔

فرمائیے......!

ماریہ نے کسے اطلاع دی تھی کہ رول گم ہو گیا!

اوہ...... جناب یہ تو یاد نہیں!

پلیز......! حمید ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ہماری تفتیش کے نتائج اخبارات تک نہیں پہنچتے۔اس نے شاداں کو بتایا تھا۔شاداں سے آپ واقف ہوں گے۔وہ رحیم گل کی چھوٹی بہن بھی ہے۔

شاداں......وہ اداکارہ......جو شہزاد کے لیے رو رہی تھی۔

جی ہاں......وہی......!

بہت بہت شکریہ! اس وقت کوئی اور بھی موجود تھا؟

جی نہیں! میں نے بھی یہ بات ان دونوں کی لاعلمی میں سن لی تھی۔

شاداں تو مجھے پاگل لگتی ہے۔

خیال ہے آپ کا! اول درجے کی چالاک ہے! گھریلو زندگی میں بھی اداکاری کرتی رہتی ہے۔آپ نے تو دیکھا ہی تھا کہ شہزاد کے لیے کس طرح پچھاڑیں کھا رہی تھی۔

تو کیا وہ اداکاری تھی۔

صدفی صد جناب! منیجر طویل سانس لے کر بولا! حد درجہ کی کینہ توز بھی ہے۔ آج ہی کرائم اسٹار کے کرائم رپورٹر کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہی تھی کہ راشد تو محض شو بوائے کی حیثیت رکھتا ہے حقیقتاً شہزاد کی موت کا ذمہ دار ویلانی سیٹھ ہے۔

وہ کس طرح؟

وہ اس طرح کہ ویلانی سیٹھ نے راشد کو اسی شرط پر فائنس کیا تھا کہ ہیرو کے لیے شہزاد کو کاسٹ کرے۔

کیا حقیقت بھی یہی ہے۔

ہے تو حقیقت ہی لیکن ویلانی سیٹھ کو شہزاد سے کیا پرخاش ہو سکتی ہے وہ تو اس نے یہ شرط اس لیے رکھی تھی کہ شہزاد کا نام باکس آفس کی ضمانت بن کر رہ گیا تھا۔اور اسٹنٹ فلموں میں تو کوئی کہانی ہوتی ہی نہیں۔بس ہیرو ہی ہیرو ہوتا ہے!

بہر حال وجہ کوئی تو ہوگی ویلانی کے خلاف شبہ ظاہر کرنے کی۔ شاداں نے اپنی ذاتی فلم کے لیے ویلانی سے فائنس مانگا تھا۔ لیکن اس نے انکار کر دیا تھا۔

اوہ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ محض ویلانی کو پھنسانے کے لیے اس طرح بلبلا کر رو رہی تھی۔

میں نے سب کچھ گوش گذار کر دیا۔ نتیجہ آپ خود اخذ فرمائیے۔

شاداں سے کہاں ملاقات ہو سکے گی۔

بیٹھی ہوئی ہے اپنے آفس میں۔

کدھر ہے آفس!

سامنے والی راہداری میں بائیں جانب...... دلشاد پروڈکشنز کا بورڈ ہے!

اچھا شکریہ۔

میرا نام نہ آنے پائے۔

سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ کہتا ہوا حمید آگے بڑھ گیا۔ راہداری میں داخل ہو کر بائیں جانب کے بورڈ دیکھتا ہوا چلتا رہا۔ دلشاد پروڈکشنز کے سامنے رک کر دروازے پر ہلکی سی دستک دی!

لیس کم ان! اندر سے نسوانی آواز آئی۔ حمید نے دروازہ کھولا۔ وہ سامنے ہی بیٹھی نظر آئی اور حمید کو دیکھتے ہی اس طرح اچھل پڑی جیسے دفتر میں ہاتھی گھسا چلا آ رہا ہو۔

اوہ کیپٹن! وہ سنبھالا لے کر بولی! آئیے آئیے...... زہے نصیب کہ آپ نے قدم رنجہ فرمایا۔

نہیں تو......! حمید نے بوکھلاہٹ میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

جی......

میں نے تو نہیں فرمایا قدم رنجہ......!

مم مطلب یہ کہ آپ تشریف لائے۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

بتائیے۔

ذاتی دلچسپی کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔میرا بھائی خطرناک ہے۔بےفکر رہیے رقابت مول لینے کا ارادہ نہیں ہے۔اس کے بارے میں آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔کیا وہ لیبارٹری میں کام کرتی ہے۔جی نہیں۔گل صاحب کی گرل فرینڈ ہے۔کہاں رہتی ہے نصیر بلڈنگ کے تیرھویں فلیٹ میں۔نصیر بلڈگ کہاں ہے۔

چیتھم روڈ پر......

شکریہ! حمید اٹھتا ہوا بولا۔

نہیں ابھی تشریف رکھیے میں بھی کچھ پوچھوں گی۔کیا یہ اسی رول کا قصہ ہے۔آپ بہت ذہین ہیں مس شاداں۔کیا قصہ ہے؟ میرا خیال ہے کہ قصہ آپ مارا سے سن چکی ہیں۔اچھا تو پھر...... راشد کا پروڈکشن منیجر کہتا ہے کہ رول کیمرے ہی سے غائب ہو گیا تھا۔اس کے گل پروسس تک پہنچنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

وہ مستفسرانہ نظروں سے حمید کو دیکھتی رہی اور حمید نے خاموش اختیار کر لی۔آپ کہنا کیا چاہتے ہیں! شاداں نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔لیکن ماریہ نے آپ کو اطلاع دی تھی کہ رول لیبارٹری سے غائب ہوا تھا۔آپ کو اس کا علم کیونکر ہوا کہ اس نے مجھے کوئی ایسی اطلاع دی تھی۔

میرا محکمہ مخبروں کی شخصیت ظاہر نہیں کرتا۔خیر...... خیر میں سمجھ گئی۔کیا سمجھ گئیں۔یہی کہ ماریہ میرے بھائی سے چھٹکارا پانا چاہتی ہے۔ آپ بات کو الجھاتی ہی چلی جا رہی ہیں۔

وہ جانتی ہے کہ سیدھے سادھے طریقوں سے میرے بھائی کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتی۔وہ اسے دفن کر دے گا۔

اچھا تو پھر...... اس نے کسی کو سنانے ہی کے لیے مجھے وہ اطلاع دی تھی تاکہ بات آپ تک پہنچ جائے آپ میرے بھائی کو بند کر دیں اور وہ آزاد ہو جائے۔

آپ کی دانست میں آپ دونوں کی گفتگو کس نے سنی ہو گی! مجھے علم نہیں...... بہر حال میرا بھائی خطرے میں ہے۔آپ نے مسٹر گل سے اس کا تذکرہ کیا تھا۔ کیوں نہ کرتی ۔معاملہ پولیس کا تھا۔لیکن گل صاحب نے ماریہ کے بیان کی تردید کردی ۔یعنی رول لیب تک پہنچا ہی نہیں تھا۔

جی ہاں ۔انہوں نے یہی بتایا ہے ۔تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ راشد پروڈکشن منیجر کا بیان درست تھا۔کیا آپ اتنی ہی آسانی سے اس پر یقین کرلیں گے ۔ظاہر ہے کہ پوری طرح مطمئن ہو جانے سے قبل یقین کر لینے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ماریہ یہی چاہتی ہے ۔میں نہیں سمجھا۔

وہ اول درجے کی کتیا ہے گل سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہے اگر وہ ایسے ہی کسی معاملے میں الجھ جائیں تو وہ دوسروں کے ساتھ بھی عیش کر سکے گی ۔ابھی حال ہی میں اس نے ایک نیا دوست بنایا ہے فرانسیسی ہے اس سلسلے میں گل سے جھگڑا بھی ہوا تھا۔کیا اس کے سارے اخراجات مسٹر گل ہی اٹھاتے ہیں ۔جی ہاں قطعی،

بہر حال وہ رول غائب ہو گا اور اس سلسلے میں بعض لوگوں بہت سنجیدگی سے جھوٹ بول رہے ہیں ۔پتا نہیں وہ راشد کو بچانا چاہتے ہیں یا جہنم میں جھونک دینا چاہتے ہیں ۔ویلانی سیٹھ سے بھی پوچھ گچھ کی آپ نے......!

ہم اپنے طور پر سب کو دیکھ رہے ہیں۔

راشد اور شہزاد کو یکجا کرنے کی ذمہ داری اسی پر ہے ہمیں علم ہے......! لیکن اسے حراست میں نہیں لیا گیا۔ہر مشتبہ آدمی کو حراست میں نہیں لیا جا سکتا۔

ماریہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ۔آنکھیں کرنجی نہ ہوتی تو لاجواب ہوتی ۔آپ بہت ہنس مکھ ہیں ۔لیکن کرنل فریدی کے تصور سے بھی ہول آتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے کسی سے بھی سخت لہجے می گفتگو نہیں کی تھی ۔عجیب شخصیت ہے......بس الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے......وہ طویل سانس لے کر بولی ۔یوں

سمجھ لیجئے دلکش بھی ہے اور خوفناک بھی..... دلکش اس صورت میں کہ ان سے آنکھیں نہ ملنے پائیں۔ آنکھیں ملتے ہی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے دل سینے سے اچھل کر حلق میں آ گیا ہو۔

آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں پچھلے سال ایک خاتون کو آنکھیں ملتے ہی تے ہوگئی تھی اور دل حلق سے باہر آ گیا تھا۔ میں مذاق نہیں کر رہی ...... حقیقت بیان کر رہی ہوں...... اس فرانسیسی کے بارے میں کچھ بتایئے جس سے ماریہ کی دوسری ہے۔

نیشنل اسٹوڈیوز میں ساؤنڈ انجینئر ہے والگو نام ہے۔ اس نے کہا۔

آپ خواہ مخواہ اتنی دور جا رہے ہیں۔ بس ویلانی سیٹھ کو ٹٹولئے۔ حقیقت سامنے آ جائے گی۔ آپ بھی تو شاید کوئی فلم پروڈیوس کرنے والی ہیں۔ جی ہاں! اور میرا دعویٰ ہے کہ باکس آفس ہٹ ہوگی۔

موضوع کیا ہے۔

پیروڈی۔ چراغ الہ دین کی پیروڈی .....

واقعی ہٹ ہوگی کیونکہ قوم کی خوش مزاجی عروج پر پہنچی ہوئی ہے۔ بس دشواری یہ ہے کہ انڈسٹری میں کوئی ایسا آدمی موجود نہیں ہے جو چراغ کے جن کا رول ادا کر سکے۔

اگر میں فراہم کر دوں تو۔

اگر آپ سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں تو بیحد مشکور ہوں گی!

ابھی بلواؤں......؟

ضرور......ضرور میں ابھی دو گھنٹے تک آفس میں بیٹھوں گی!

تو پھر میں ابھی آیا۔ حمید اٹھتا ہوا بولا۔

گاڑی پر بیٹھ کر وہ اسٹوڈیو سے نکلا چلا گیا پھر ایک ڈرگ اسٹور کے سامنے گاڑی روکی..... فریدی کو اپنی اور شاداں کی گفتگو کے بارے میں بتانا چاہتا تھا۔ لیکن

گھر کے نمبر پر اس سے رابطہ قائم نہ ہو سکا پھر اس نے دوسرے نمبر بھی آزمائے اور فریدی سے رابطہ قائم کرنے میں ناکام رہا......

فریدی کو رپورٹ دیئے بغیر ماریہ کے سلسلے میں کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتا تھا لہذا پھر کیوں نہ تھوڑی سی تفریح......!

شاداں سے وعدہ کیا تھا کہ اس فلم کے لیے ایسا آدمی فراہم کرے گا جو چراغ کے جن کا رول ادا کر سکے۔

اس نے فون پر قاسم کے نمبر ڈائل کیے۔ تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے قاسم ہی کی آواز آئی تھی۔ کیا کر رہے ہو۔ حمید نے پوچھا! تم سے مطلب......؟ کسی مطلب کے بغیر میں تمہیں کب گھاس ڈالتا ہوں۔

اچھا اچھا کہو جلدی جو کچھ کہنا ہے۔

تم نے ایک بار بتایا تھا کہ تمہیں فلمی اداکارہ شاداں بہت اچھی لگتی ہے۔

پچھلے سال کی بات ہے آج قل جمالو اچھی لگ رہی ہے۔

میں اس وقت نشوفاز اسٹوڈیوز میں شاداں کے دفتر میں بیٹھا ہوا ہوں۔

اور تمہارے والد صاحب! قاسم کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔ اشارہ کرنل فریدی کی طرف تھا!

ان کا یہاں کیا کام......

میں پوچھتا ہوں فون قیوں قیا ہے۔ قاسم کی دہاڑ سنائی دی۔

اچھا وقت گذارنا ہو تو نشوفاز میں پہنچ جاؤ۔ آدھے گھنٹے تک تمہارا انتظار یہیں کر سکتا ہوں۔ اگر کسی نے گھسنے نہ دیا تو......!

جس وقت تمہاری رولز رائیس اسٹوڈیوز کے پھاٹک پر پہنچے گی تو چوکیدار بوکھلا کر پھاٹک کھول دے گا۔ بیوقوف تو نہیں بنا رہے......!

بیوقوف تو تمہیں گھر بیٹھے بنا سکتا ہوں یہاں بلانے کی کیا ضرورت ہے؟ ہاں

سالے پہلے خود ہی بلاؤ گے اور پھر جڑ دو گے چپاتی بیگم سے! مت آؤ۔ٹھہرو...... ٹھہرو! اسٹوڈیو میں تمہیں کہاں تلاش قروں غا!

جس سے بھی پوچھو گے دلشاد پروڈکشنز کے دفتر تک پہنچا دے گا۔کون پروڈکشنز......؟ دلشاد پروڈکشنز کا دفتر......شاداں کے فلم یونٹ کا نام ہے۔اچھا میں آرہا ہوں۔جتنی جلدی ممکن ہو......! آبے تو قیا ٹیلی فون ہی پر بیٹھ کر چلا آؤں۔

حمید نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔تھوڑی دیر بعد اس کی گاڑی پھر اسٹوڈیوز کی طرف واپس جا رہی تھی۔شاداں اپنے آفس ہی میں ملی۔حمید کو دیکھ کر ہنس پڑی۔ لیکن حمید اس کی ہنسی کا مطلب نہ سمجھ سکا۔یہ اظہار مسرت کس سلسلے میں تھا۔حمید نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا! میں سمجھی تھی شاید آپ واپس نہیں آئیں گے۔واپس کیوں نہ آتا۔میرا خیال تھا شاید آپ ماریہ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے۔ہونا تو یہی چاہیے تھا لیکن آپ کے لیے چراغ والا جن فراہم کرنے کا وعدہ کر چکا ہوں۔

کافی پئیں گے؟

شکریہ......!

شاداں نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔ایک لڑکا آفس میں داخل ہوا۔اس نے اسے کافی لانے کے لیے کہا اور اس کے چلے جانے کے بعد حمید سے بولی۔آپ پولیس والے نہیں لگتے۔میں نہیں سمجھا! آپ کی آنکھیں بہت خوبصورت ہیں! سچ کہتی ہوں رانجھا کے رول میں آپ کا جواب نہ ہوگا۔

کیا مجھے اس پر خوش ہونا چاہیے......! میں نے سنا ہے کہ آپ کو عورتیں گھیرے رہتی ہیں۔بیوقوف سمجھتی ہیں، میں تو نہیں سمجھتی! بہت بہت شکریہ۔شہزاد نہ مرتا تو آپ سے ملاقات بھی نہ ہوتی۔مجھے بے حد افسوس ہے آپ دونوں گہرے دوست تھے۔

جی ہاں۔وہ طویل سانس لے کر بولی اور کسی قدر مغموم نظر آنے لگی۔انڈسٹری ایک اچھے اداکار سے محروم ہوگئی......ویسے راشد کی بیوی کا کیا قصہ ہے اچھی عورت

نہیں تھی۔ یہ غلط ہے کہ شہزاد نے اسے ورغلایا تھا۔ وہ خود اس پر لٹو ہوئی تھی۔ راشد سے طلاق لے کر کچھ دن شہزاد کے ساتھ رہی پھر اسے بھی چھوڑ گئی۔ اور راشد شہزاد کا دشمن ہو گیا۔

فطری بات ہے! شاداں نے کہا اور پھر چونک کر بولی...... آپ کا وہ جن کب آئے گا۔ حمید نے گھڑی دیکھتے ہوئے ''بس آ ہی رہا ہو گا...... اور ہاں یہ بھی بتاؤں کہ وہ جتنا لمبا چوڑا ہے اتنا ہی مالدار بھی ہے۔ پھر کیوں وہ اس پر راضی ہونے لگا۔ راضی کرنا میرا کام ہے...... آخر ہے کون؟ بیحد دولت مند گھرانے کا واحد چشم و چراغ ہے...... حاصم ملٹی انڈسٹریز کے سیٹھ کا نام تو سنا ہی ہو گا آپ نے......!

انہی کے فرزند ارجمند ہے مسٹر قاسم، میں نے ان کے بارے میں سنا ہے لیکن آج تک دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ اس پر تیار ہو جائیں گے۔ کوشش کی جائے گی۔ ماں بچپن ہی میں مر گئی تھی اس لیے پیار کا بھوکا ہے! شادی شدہ ہے......؟ شدہ بھی ہے اور غیر شدہ بھی ہے! میں نہیں سمجھی۔ بیوی اتنی خائف رہتی ہے کہ پاس بھی نہیں پھٹکنے دیتی۔

اوہ...... اچھا...... اچھا...... ! کہہ کر وہ نچلے ہونٹ پر زبان پھیرنے لگی۔ اتنے میں لڑکا کافی کی ٹرے اٹھائے ہوئے آفس میں داخل ہوا۔ ادھر لاؤ میں خود بنا لوں گی۔ شاداں نے اس سے کہا۔ لڑکا کافی کی ٹرے رکھ کر باہر چلا گیا۔ ٹھیک اسی وقت آواز آئی۔ قیپٹن حمید اندر ہیں!

آ گیا......؟ حمید اٹھتا ہوا بولا میں اسے لا رہا ہوں۔ قاسم راہداری میں ہونقوں کی طرح منہ اٹھائے کھڑا تھا اور تھوڑے ہی فاصلے پر کچھ لوگ کھڑے اسے اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے وہ کسی دوسرے سیارے کی مخلوق ہو...... حمید نے اس کا ہاتھ پکڑا اور آہستہ سے بولا ذرا طبیعت کو قابو میں رکھنا۔

قاسم تھوک نگل کر رہ گیا...... شاداں نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا اور حیرت سے

پلکیں جھپکاتی رہ گئی تھی۔ یہ مس شاداں ہیں اور آپ مسٹر قاسم......! حمید نے تعارف کرایا۔ شاداں نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا دیا۔ قاسم کی سانس پھول رہی تھی پتا نہیں کس طرح اس نے اس سے مصافحہ کیا تھا۔

بڑے خوبیوں کے آدمی ہیں۔ حمید نے شاداں سے کہا۔ تشریف رکھئے جناب۔ قاسم پتہ نہیں کس مشکل سے بیٹھ سکا تھا...... شاداں نے لڑکے کو آواز دے کر ایک کپ اور لانے کو کہا۔ قاسم صاحب بہت مخلص آدمی ہیں۔ حمید نے کہا۔ ارے ہی ہی ہی میں قیا...... قاسم نے خاکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی جناب۔ شاداں نے کہا وہ اب بھی اس کے تن و توش کو حیرت سے دیکھے جا رہی تھی۔

دفعتہً فون کی گھنٹی بجی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔ تھوڑی دیر تک سنتی رہی پھر بولی۔ اس وقت نہیں مل سکتی۔ مصروف ہوں کل دس بجے صبح آئے گا...... مجھے افسوس ہے۔

ریسیور کریڈل پر رکھتی ہوئی بڑبڑائی "صورت نہ شکل بھاڑ سے نکل"۔

حمید سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا دونوں کی نظریں ملیں اور شاداں نے کہا ایک منسٹر صاحب کے بھتیجے فلم میں رول چاہتے ہیں۔ صبح و شام بور کرتے ہیں کہ کسی سے سفارش کردوں۔ کر دیجیے سفارش......! آڈیشن اور اسکرین ٹسٹ میں ناکام ہو چکے ہیں۔ لڑکا تیسری پیالی لایا اور وہ کافی انڈیلنے لگی۔ حمید نے قاسم کو آنکھ ماری وہ گڑبڑا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

آپ تو بہت مصروف رہتے ہوں گے۔ دفعتہً شاداں نے قاسم سے پوچھا۔ جی ہاں...... آپ کے تو کئی آفس ہیں کس آفس میں بیٹھتے ہیں؟ قسی میں نہیں بھی نہیں ...... مم میں تو گھر میں رہتا ہوں۔ گھر میں کیا مصروفیت ہوتی ہے۔ بس لیٹا رہتا ہوں...... بڑی عظیم الشان مصروفیت ہے۔ وہ مسکرا کر بولی۔ کیا خیال ہے آپ کا۔

حمید نے شاداں سے پوچھا۔

لاجواب! لیکن محنت کرنی پڑے گی.....! اس کی فکر نہ کیجئے! محنت تو میں کروں گا۔ لیکن یہ تیار بھی ہو جائیں گے۔ یہ بھی مجھ پر چھوڑ دیجیے۔ بہر حال میں تیار ہوں۔ شاداں نے کہا۔ قاسم ہونقوں کی طرح منہ کھولے دونوں کی شکلیں تکے جا رہا تھا۔ دفعتہً کھنکار کر بولا۔ تم نے مجھے قیوں بلایا تھا۔ میں نے ان سے تذکرہ کیا تھا کہ تم بہت اچھے پامسٹ ہو۔ حمید نے کہا۔

مم.....میں! قاسم تھوک نگل کر رہ گیا۔ بہتر ہے کہ تم انگلش میں گفتگو کرو.....میری ہی طرح تمہاری اردو بھی اچھی نہیں ہے۔ حمید نے قاسم کا شانہ تھپک کر کہا۔ شاداں بھی روانی سے انگلش بول سکتی ہیں۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔ قاسم نے انگلش میں کہا۔ ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ تم مس شاداں کا ہاتھ دیکھ کر بتاؤ کہ بحیثیت فلم پروڈیوسر یہ کیسی رہیں گی.....! حمید بولا۔

قاسم کی شکل سے صاف ظاہر ہو رہا تھا جیسے دل ہی دل میں حمید کو گندی گندی گالیاں دے رہا ہوں۔ اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ پامسٹری کس چڑیا کا نام ہے۔ وہ تو بس اتنا جانتا تھا کہ اس کے ہاتھ میں شادی کی دوسری لکیر نہیں ہے۔

اتنے میں آفس بوائے نے اندر آ کر شاداں سے آہستہ سے کچھ کہا اور وہ اٹھتی ہوئی بولی۔ معاف کیجئے گا میں ابھی آئی۔ وہ چلی گئی اور قاسم حمید کا شانہ دبوچ کر غرایا بیٹا بتاؤ قیا چکر ہے۔

تفریح.....! مگر میں تو مارا غیا.....میں قیا جانوں پامسٹری وامسٹری۔

اس خوبصورت ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر ہولے ہولے سہلاتے جانا اور اوٹ پٹانگ ہانکتے رہنا۔ مجھ سے نہیں بنے غا۔ تو جہنم میں جاؤ۔ یہ قیا بات ہوئی! قاسم نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا..... میں تو دوڑا آیا اور اب یہ کہہ رہے ہو.....سالہ زاد خالی کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ یہ کیا ہوتی ہے.....! اوہ یہ اردو واقعی کباڑا

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

قریب پہنچنے پر حمید نے اسے پہچانا۔ منیجر کے دفتر کا چپڑاسی تھا۔

منیجر صاحب کہہ رہے تھے کہ فون پر آپ کی کال ہے جناب! اس نے حمید سے کہا۔ اچھا اچھا تم چلو میں آ رہا ہوں۔ اس نے چپڑاسی سے کہا اور اس کے چلے جانے کے قاسم سے بولا۔ اب تم گھر جاؤ ورنہ یہاں تمہارے گرد بھیڑ لگ جائے گی۔ تم سالے مجھ سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔

اچھی بات ہے تو کھڑے رہو۔ میں کال اٹینڈ کر کے آتا ہوں۔ وہ چپڑاسی کے ساتھ منیجر کے دفتر میں آیا۔ کال فریدی کی تھی۔ اس نے اسے فوراً گھر پہنچنے کی تاکید کرتے ہوئے کہا۔ اس مسئلے پر اب کسی سے مزید پوچھ گچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حمید نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے طویل سانس لی اور سوچنے لگا کہ شاید اب کوئی نیا گل کھلا ہے۔

باہر نکلا تو قاسم شکاری کتے کی طرح اپنی گھات میں نظر آیا۔ تہاں چلے، جلے تن عورتوں کے سے انداز میں ہاتھ نچا کر بولا۔ بس چپ چاپ میرے پیچھے چلے آؤ۔ دوسری جگہ چل رہے ہیں حمید نے کہا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ قاسم نے کچھ بدبداتے ہوئے اپنی گاڑی سنبھالی اور حمید کی گاڑی کے پیچھے چل پڑا۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

ہو کہ اس کے پرنٹس کا مطالبہ پولیس نے کیا تھا! اس طرح وہ رحیم گل کو دشواری میں ڈال سکتی ہے۔

تو پھر اب کیا کریں گے۔ ماریہ کو چیک کرنا ضروری ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ آپ چیک کر چکے ہوں گے کیونکہ میں نے فون پر آپ کو اس کا پتہ بتا دیا تھا۔ میں تمہاری دوسری رپورٹ کا منتظر تھا۔ میں نے کوشش کی تھی لیکن آپ سے کسی نمبر پر رابطہ قائم نہ ہو سکا تھا! اچھا اٹھو...... مجھے نہ لے جایئے۔ کیا مطلب......؟ پھاٹک پر ایک بہت بڑی مصیبت میری منتظر ہے۔ کیا بکواس ہے۔ بکواس نہیں حقیقت ہے! ساڑھے سات فٹ لمبی اور سوا تین فٹ چوڑی مصیبت ہے۔ قاسم.........؟

جی ہاں......!

میں نے تمہیں کتنی بار منع کیا ہے کہ کام کے اوقات میں اس سے چھیڑ چھاڑ مت کیا کرو۔ میں کیا کرتا کم بخت نے اسٹوڈیو میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا...... اسے دیکھ کر شاداں نے کہا مجھے اپنی فلم کے لیے ایک جن کی تلاش تھی! ختم کرو۔ فریدی نے ہاتھ اٹھا کر کہا "دس منٹ میں تیار ہو جاؤ" باہر قاسم ہارن پر ہارن دیئے جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جب کہ ان کی گاڑی پھاٹک سے نکل رہی تھی۔ حمید نے گاڑی کے اندر کی لائٹ جلا دی۔ یہ کیا کر رہے ہو؟ فریدی بولا۔ آپ کو گاڑی میں دیکھ کر پیچھے نہیں آئے گا۔

مجھے ایسے تعلقات سے سخت وحشت ہوتی ہے جو کاموں میں حائل ہونے لگیں؟ فریدی نے ناخوشگوار لہجے میں کہا اور گاڑی پھاٹک سے نکلی چلی گئی وہ خود ہی ڈرائیو کر رہا تھا حمید کی نظر عقب نما آئینے پر تھی۔ قاسم کی گاڑی کو بھی حرکت میں آتے دیکھتا رہا۔ آج شاید بری سنک گیا تھا۔ فریدی کو بھی نظر انداز کر دینے کا یہی مطلب ہو سکتا تھا۔

فریدی نے شاید اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی یا پھر خود بھی اسے نظر انداز کر دینا

چاہتا تھا۔نصیر بلڈنگ چیتھم روڈ......! حمید نے کہا۔

ہوں ،فریدی نے ونڈ سکرین پر نظر جمائے ہوئے طویل سانس لی۔آپ نے مجھے رحیم گل سے الجھنے سے کیوں منع کر دیا تھا۔ بے ہودہ آدمی ہے۔اگر الجھنا ہی پڑا تو......! دیکھا جائے گا۔ہاں وہ تنہا ہی رہتی ہے۔جی ہاں شاداں نے یہی بتایا تھا۔حمید نے کہا اور پھر عقب نما آئینے میں دیکھنے لگا۔قاسم نے پیچھا نہیں چھوڑا تھا رولز کی ہیڈ لائیٹس صاف نظر آ رہی تھیں۔

نصیر بلڈنگ کے سامنے پہنچ کر فریدی نے گاڑی روک دی۔رات کے نو بجے تھے! سڑک پر ٹریفک کی بھیڑ کم ہو گئی تھی۔حمید نے مڑ کر دیکھا۔قاسم نے بھی تھوڑے ہی فاصلے پر اپنی گاڑی روکی تھی۔وہ دونوں گاڑی سے اترے۔لیکن قاسم اپنی گاڑی میں بیٹھا انہیں گھورتا رہا۔فریدی اس کی طرف توجہ دیئے بغیر آگے بڑھ گیا تھا۔حمید نے بھی مڑ کر دیکھنا مناسب نہ سمجھا فریدی کے پیچھے سر جھکائے چلتا رہا۔

ماریہ کے فلیٹ کے قریب پہنچ کر فریدی نے حمید سے کہا ''تم اسے اپنا کارڈ دو گے اور گفتگو بھی خود ہی کرو گے۔''

میں نے اسے دیکھا نہیں ہے پتا نہیں موضوع گفتگو پر میری گرفت رہ بھی سکے گی یا نہیں!

کیا مطلب! اگر وہ بہت زیادہ خوبصورت ہوئی تو غزل بھی ہو سکتی ہے۔بکو مت۔فریدی نے فلیٹ کے دروازے پر رک کا کال بل کا بٹن دبایا اندر سے گھنٹی کی آواز آئی تھی۔تھوڑی دیر بعد قدموں کی چاپ بھی سنائی دی اور دروازہ کھل گیا۔وہ نارنجی رنگ کے سلیپنگ گاؤن میں بڑی دلکش لگ رہی تھی۔

حمید نے اپنا کارڈ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ناوقت تکلیف دہی کی معافی چاہتے ہیں......!

وہ کارڈ دیکھ کر ہکلائی۔لل......لیکن......کیوں؟

کوئی پریشانی کی بات نہیں بس تھوڑی سی گفتگو رہے گی۔حمید بولا۔آیئے۔آ جایئے۔وہ پیچھے ہٹتی ہوئی بولی۔سٹنگ روم بڑے سلیقے سے سجایا گیا تھا۔اس نے ان سے بیٹھنے کو کہا اور خود مجسم سوال بنی کھڑی رہی۔

آپ بھی تشریف رکھیے۔حمید نے کہا۔جی۔جی ہاں فرمایئے وہ ایک اسٹول پر ٹکتی ہوئی بولی۔قصہ اس رول کا ہے جو گل پروس سے غائب ہو گیا تھا! کیا قصہ ہے؟ اس نے حیرت سے پوچھا۔وہ تو ہم آپ سے سننے آئے ہیں۔آپ کو کس سے معلوم ہوا تھا کہ رول غائب ہو گیا ہے۔پتہ نہیں آپ کس رول کی بات کر رہے ہیں۔وہی جو پولیس کو مطلوب تھا۔میں ایسے کسی رول کے بارے میں کچھ نہیں جانتی......!

یہ اس رول کی بات ہے جس کی گمشدگی کی اطلاع آپ نے شاداں کو دی تھی۔ میں نے تو اسے ایسی کوئی اطلاع نہیں دی تھی۔ایک اور شاہد بھی ہے! فریدی بولا اور وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی پھر جلدی سے اس کے چہرے سے نظریں ہٹا کر بولی۔ میں ایسے کسی معاملے سے بالکل لاعلم ہوں۔

اس نے آپ دونوں کی گفتگو سنی تھی اور خود شاداں بھی اعتراف کر چکی ہے کہ آپ نے اسے اطلاع دی تھی۔اگر یہ بات ہے تو! وہ طویل سانس لے کر رہ گئی۔ پھر اٹھتی ہوئی بولی مجھ سے بڑی غلطی ہوئی ہے۔گل مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ پولیس آپ کی حفاظت کرے گی۔حمید بولا۔ میں نہیں جانتی تھی کہ شاداں......! شاداں کا کوئی قصور نہیں،ایک تیسرے آدمی نے بھی آپ دونوں کی گفتگو اتفاقاً سن لی تھی۔وہ کون ہے؟ فی الحال ہم اس کا نام ظاہر نہیں کر سکتے!

خیر مجھے اس سے کیا سروکار! لیکن کیا شاداں نے اس کا اعتراف کر لیا ہے۔کہ یہ بات میں نے اسے بتائی تھی۔ظاہر ہے ورنہ ہم یہاں کیوں آتے۔اور وہ اس سلسلے میں اپنا ایک ذاتی نظریہ بھی رکھتی ہے! فریدی نے کہا وہ کیا ہے؟ اس کا خیال ہے کہ

رول آپ ہی نے غائب کیا ہے۔وہ پھر بیٹھ گئی۔لیکن کچھ بولی نہیں۔تھوڑی دیر بعد بدقت کہا ”میں کیوں غائب کرنے لگی۔“

اس کا خیال ہے کہ اس طرح آپ رحیم گل سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتی ہیں! خدا کی پناہ! میں تصور بھی نہ کرسکتی......ٹھہریئے......میں ذرا باتھ روم تک جاؤں گی...... پھر تفصیل بتاؤں گی۔یہ بڑے چھچھورے لوگ ہیں۔

اچھا......اچھا......!وہ اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

حمید محسوس کر رہا تھا کہ خود اس نے گفتگو کا آغاز مناسب طور پر نہیں کیا تھا۔ فریدی کی آنکھوں میں بھی اس نے بے اطمینانی کے آثار دیکھے تھے۔کئی منٹ گذر گئے لیکن وہ واپس نہ آئی۔ فریدی نے حمید کی طرف دیکھا اور شانے سکوڑ کر رہ گیا۔

میرا خیال ہے کہ وہ اب فلیٹ میں موجود نہیں ہے۔فریدی اٹھتا ہوا بولا۔ حمید بھی اٹھا۔ دونوں اسی دروازے سے گزرے جس سے ماریہ گذر کر فلیٹ کے دوسرے حصے میں گئی تھی۔لیکن چار کمروں کے اس فلیٹ میں وہ کہیں نہ ملی۔باتھ روم بھی خالی تھا۔پھر انہوں نے آخری دروازہ کھولا۔یہ دروازہ بولٹ نہیں تھا! اور پھر وہ اس طویل بالکنی میں نکل آئے جو اس عمارت کے عقبی حصے میں ایک سرے سے دوسرے تک پھیلی ہوئی تھی اور دونوں سروں پر چکردار زینے بھی تھے۔نکل گئی! حمید بڑبڑایا اور فریدی بولا۔شاید اسے خدشہ تھا کہ کہیں ہم خانہ تلاشی نہ لے بیٹھیں۔اس طرح نکل جانے کا یہی مطلب ہوا کہ رول اس وقت بھی یہیں اس کے پاس موجود تھا۔

تو پھر جلدی کیجئے نا......حمید بولا۔

پتا نہیں کہاں پہنچی ہوگی اتنی دیر میں! فریدی نے کہا اور جیب سے سگار نکال کر اس کا گوشہ توڑنے لگا۔وہ پھر فلیٹ کے اندر واپس آگئے...... اور فریدی سگار سلگا

کر کر بولا۔اب یہاں سے نکل چلو۔دل چاہ رہا ہے آخری چھت سے نیچے چھلانگ لگادوں۔حمید نے کہا۔وہ کس خوشی میں! ہمیں جل دے کر نکل گئی! کوئی خاص بات نہیں۔بارہا ایسا ہوا ہے۔وہ فرسٹ فلور سے نیچے آئے اور گاڑی میں بیٹھ گئے! حمید نے مڑ کر دیکھا۔قاسم کی گاڑی موجود نہیں تھی۔

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

پستول ہے......! مگر کیوں؟ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔خاموشی سے چلتے رہو! اس نے پستول کی نال کا دباو بڑھاتے ہوئے کہا۔ میں سمجھ گیا۔قاسم ہنس کر بولا۔ کیا سمجھ گئے!

شہر کے باہر تمہارے آدمی موجود ہوں گے اور وہ مجھے لوٹ لیں گے۔لیکن کیا فائدہ......میرے پرس میں صرف اڑھائی ہزار روپے ہیں......کہو تو یہیں نکال کر دے دوں زیادہ بات بڑھانے کی کیا ضرورت ہے۔تم غلط سمجھے ہو۔ میں رہزن نہیں ہوں۔پھر یہ پستول کیوں؟ بس میں تمہیں اپنی مرضی کا پابند رکھنا چاہتی ہوں۔ویسے بھی تو رکھ سکتی ہو۔ میں عورتوں کی بہت عزت کرتا ہوں۔ جہاں لے جانا چاہو لے جا سکتی ہو۔سو میل دو سو میل......چار سو میل۔دس گیلن پٹرول ڈگی میں بھی موجود ہے وہ ختم ہو جائے گا تو اور خریدا جا سکتا ہے۔

تم کیا کرتے ہو......؟

لیٹا رہتا ہوں......

یعنی کچھ نہیں کرتے......

یہ بات ہے! پھر یہ رولز کہاں سے آئی......!

میرے باپ نے خرید کر دی ہے......!

اوہو......باپ کیا کرتے ہیں......

عاصم ملٹی انڈسٹریز کے مالک ہیں......

ارے اوہ میں سمجھ گئی......تم قاسم ہو......مین نے تمہارے متعلق بہت کچھ سن رکھا تھا! اس نے کہا اور پستول ہٹاتی ہوئی بولی ”واقعی پستول کی کیا ضرورت ہے۔“

یہی تو میں بھی کہہ رہا تھا! اپنے رویئے کی معافی چاہتی ہوں۔کوئی بات نہیں۔ میں ہر بات فوراً بھول جاتا ہوں۔لیکن تم شہر کے باہر کیوں جا رہی ہو۔جنگل میں رہوں گی۔شہر کے لوگوں سے تنگ آ گئی ہوں۔کیا کوئی پریشان کرتا ہے! قاسم نے

غصیلے لہجے میں پوچھا۔

ہاں ...... تم ٹھیک سمجھے! مجھے بتاؤ ٹانگیں چیر کر پھینک دوں گا۔ وہ طویل سانس لے کر رہ گئی۔ نہیں ...... واقعی مجھے بتاؤ۔ اگر دس آدمی بھی ہوں تو ...... دیکھ لوں گا۔

دراصل مجھ پر دیوانگی طاری ہو جاتی ہے جب میں آدمی کے کمینہ پن پر غور کرتی ہوں۔ میں نہیں سمجھا۔ اسی دیوانگی میں گھر سے نکل آئی ہوں۔ اب ادھر کا رخ نہیں کروں گی۔ جنگل میں رہوں گی۔ یہ بہتر ہے کہ مجھے جنگل کے جانور کھا کر اپنا پیٹ بھر لیں۔ لیکن میں آدمی کا شکار نہیں ہونا چاہتی۔

ارے نہیں جنگل میں کہاں رہیں گی۔

پھر کہاں جاؤں ...... اپنا گھر تو چھوڑ چکی ہوں۔

کوئی عزیز رشتے دار ...... ! کوئی بھی نہیں ہے۔ میں یوریشین ہوں ...... یورپ سے مجھے نفرت ہے اور ایشین مجھے کھا جانا چاہتے ہیں۔ یہ تم انگلش میں باتیں کیوں کرنے لگے اردو بولو۔ مجھے انگریزی سے نفرت ہے اردو سے پیار ہے!۔

اچھا ...... اچھا اردو بولوں گا۔ لیقن میری جندگی میں تم جنگل میں نہیں رہ سکتیں! نہیں نہیں! تم بھی مرد ہو۔ آدمی ہو۔ خالص ایشین ہو۔!

قاسم زور سے ہنسا اور دہاڑ کر بولا۔ اگر میں مرد ہوتا تو گھر سے کیوں بھاگا پھرتا، میں نہیں سمجھی۔ لوغ قہتے ہیں کہ میں صرف ایک پہاڑ ہوں گوشت کا۔ سارے، مرد ایسی ہی مکاری کی باتیں کرتے ہیں۔ اچھی بات ہے تو پھر میں بھی تمہارے ساتھ جنگل میں رہ کر جنگلی جانوروں سے تمہاری حفاظت کروں غا۔

نہیں میں وہاں تنہا رہوں گی۔ بالکل نہیں۔ اس معاملے میں تمہارا پستول بھی مجھے نہ ڈرا سکے گا۔ ضد نہ کرو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ ناممکن ہے مس ...... ! میرا نام ماریہ ہے، اردو میں بڑا خوفناک نام ہے ...... !

میں نہیں سمجھی، مار شاید سانپ کو کہتے ہیں ...... اس لیے ماریہ سانپ کی مؤنث

ہوئی۔ مجھ سے ہوشیار رہنا۔ ڈس لیتی ہوں۔

جان سے مار دو۔ پرواہ نہیں۔ لیکن میں تمہیں جنگل میں نہیں جانے دوں گا۔ قاسم نے بڑے خلوص سے کہا۔ پتہ نہیں کیوں میرا دل چاہتا ہے کہ تم پر اعتماد کرلوں۔ اس بھری پری دنیا میں تم پہلے آدمی نظر آئے ہو جس کی باتوں سے خلوص کی بو آرہی ہے۔ ہمیشہ آتی رہے گی.....!

اچھا تو پھر تم مجھے کہاں لے چلنا چاہتے ہو.....؟ ایگل بیچ پر میرے کئی ہٹ ہیں۔ جس میں دل چاہے قیام کر لینا۔ لیکن میں بالکل مفلس ہوں۔ غصے میں صرف ایک چھوٹا سوٹ کیس اٹھا کر نکل کھڑی ہوئی ہوں۔ کیا گھر پر اور کوئی نہیں ہے۔

کوئی بھی نہیں ہے بالکل تنہا ہوں اس دنیا میں۔ بالکل پرواہ مت کرو۔ اڑھائی ہزار روپے اسی وقت میری جیب میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ بھی جتنا چاہو مہیا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن تم مجھے اپنے گھر کیوں نہیں لے جاتے۔ وہاں میری بدقستی بھی رہتی ہے۔ وہ بدقسمتا کو مطلع کردے گی۔

بدقستی.....بدقسمتا..... میں نہیں سمجھی،

بیوی بدقستی ہے اور باپ بدقسمتا۔ وہ اسے فون کر دے گی اور وہ پتہ نہیں کیا سمجھے گا۔ اچھا..... اچھا میں سمجھ گئی۔ تو پھر ایگل بیچ کا کوئی ہٹ ہی مناسب رہے گا۔ تمہارا بہت بہت شکریہ کہ تم نے میری بات مان لی۔ اچھے آدمیوں کی قدر کرتی ہوں۔

☆

ماریہ کی تلاش جاری تھی۔حمید نے اس سلسلے میں اس فرانسیسی والگلو کو بھی ٹٹولنے کی کوشش کی تھی جس کا پتہ شاداں سے معلوم ہوا تھا۔اس نے ماریہ سے اپنی شناسائی کا اعتراف تو کرلیا لیکن یہ نہ بتا سکا کہ گھر پر موجود نہ ہونے کی صورت میں کہاں مل سکے گی۔والگلو ایک سنجیدہ اور خاموش طبع آدمی ثابت ہوا تھا۔بہت دھیمے لہجے میں گفتگو کرتا تھا اور اسے اس پر حیرت تھی کہ ماریہ کی تلاش پولیس کو کیوں ہونے لگی۔

کیا الزام ہے اس پر؟اس نے حمید سے سوال کیا۔

اس نے گل پروس سے ایک ایسا نیگیٹو رول غائب کر دیا ہے جسے پولیس کے قبضے میں ہونا چاہیے تھا۔ماریہ نے غائب کر دیا ہے؟والگلو کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔پھر وہ آہستہ سے بولا!نہیں جناب!یہ غیر ممکن ہے ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔کس قسم کی غلط فہمی ہوسکتی ہے۔حمید نے سوال کیا۔

رحیم گل اچھا آدمی نہیں ہے۔اس نے خود ہی یہ حرکت کی ہوگی اور حالات کو ایسا رنگ دے دیا کہ شبہ براہ راست ماریہ پر کیا جائے۔

اگر ایسا ہے تو وہ جواب دہی سے بچنے کے لیے فرار کیوں ہوگئی۔رحیم گل اس قسم کی افواہیں پھیلا کر اسے روپوش ہوجانے پر آمادہ کرسکتا ہے۔ماریہ بہت ڈرپوک ہے۔

تب حمید نے اسے بتایا کہ خود انہیں جل دے کر وہ کس طرح غائب ہوگئی تھی۔

اگر یہ بات تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا......!اس نے پر تفکر انداز میں۔اور حمید نے ایک بار پھر نشو فاز اسٹوڈیوز کا رخ کیا۔وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ کچھ ہی دیر پہلے انور اور رحیم گل کے درمیان جھڑپ ہوچکی ہے اور یہ واقعہ شاداں کے دفتر میں ہوا تھا۔

شاداں دفتر میں موجود تھی۔لیکن رحیم گل اور انور اب وہاں نہیں تھے۔حمید کو دیکھ کر وہ بڑے دل آویز انداز میں مسکرائی۔وہ جن ابھی تک تو نہیں آیا کپتان

صاحب۔ آپ کی سرد مہری نے اس کا دل توڑ دیا ہے! میں نے کیا کیا ہے۔ آپ ہمیں چھوڑ کر چلی گئی تھیں اب وہ کوئی پیشہ ور اداکار تو ہے نہیں۔ پوری فلم انڈسٹری کو خرید لینے کی استطاعت رکھتا ہے۔

ہاں یہ بات تو ہے واقعی مجھ سے بڑی غلطی ہوئی تھی۔ خیر ہاں کرائم رپورٹر انور کا کیا قصہ ہے۔ ارے بس کیا بتاؤں۔ اگر میں بیچ بچاؤ نہ کراتی تو گل اسے مار ہی بیٹھتا۔ کیا ہوا تھا۔ ماریہ کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ سنا ہے وہ آپ لوگوں سے گفتگو کرتے کرتے غائب ہو گئی۔ ہاں یہی ہوا ہے۔

بہر حال گل کہہ رہے تھے کہ آپ لوگ ماریہ کو ہراساں کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس پر انور کچھ بول پڑا تھا۔ میرا مشورہ ہے کہ آپ مسٹر گل کو قابو میں رکھنے کی کوشش کیجئے! رول ان کی لیبارٹری سے غائب ہوا ہے خواہ کسی طرح بھی ہوا ہو۔

لیکن ان کا کہنا ہے کہ رول ان کی لیب تک پہنچا ہی نہیں۔ وہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ کوئی ثبوت......؟ ثبوت کے بغیر ہم کوئی بات نہیں کہتے۔ کیا ثبوت ہے۔ فی الحال اسے ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ بہر حال اب انور کی خیر نہیں۔ کیا مطلب۔

گل سے بھڑنا ہنسی کھیل نہیں۔ انسپکٹر جنرل سے ان کے بہت اچھے تعلقات ہیں آپ لوگ بھی اس کے معاملے میں ذرا احتاط رہیے گا۔ ہم لوگ تو ایسے لوگوں کو فوراً بند کر دیتے ہیں۔ میں نے آگاہ کر دیا ہے......!

تو اب آپ کا خیال بھی یہی ہے کہ رول لیبارٹری سے نہیں غائب ہوا۔ میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ماریہ گل کو الجھانا چاہتی ہے۔ اور اسی لیے فرار ہو گئی۔ خدا جانے کیا چکر ہے۔ تو مسٹر رحیم گل یہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ پلیز...... وہ ہاتھ اٹھا کر بولی پہلے میری بات سن لیجئے وہ اس لیے فرار ہو گئی کہ گل واقعی الجھ جائے نہ وہ آپ کے ہاتھ لگے گی اور نہ اصل بات ظاہر ہو سکے گی۔ گل بدستور مشتبہ رہیں گے۔

اس سلسلے میں اس کی موجودگی یا عدم موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

ضرور فرق پڑے گا یہ بات تو اسی نے مجھے بتائی تھی کہ رول لیبارٹری سے غائب ہوا ہے۔ جب کہ گل کا کہنا ہے کہ رول لیبارٹری تک پہنچا ہی نہیں۔ کیمرے ہی سے غائب ہو گیا تھا۔

خیر...... دیکھا جائے گا۔

گل کے خلاف ماریہ کے علاوہ اور کوئی بھی شاہد نہیں!

ہاں یہ بات تو ہے! حمید نے پر تشویش لہجے میں کہا۔ لہذا آپ لوگ گل کے معاملے میں محتاط رہیے گا۔ کوشش کریں گے۔ اب آیئے جن کی طرف......!

آ جایئے! حمید بے دلی سے بولا حقیقتہً اس دوران میں اس کا ذہن قاسم ہی میں الجھا رہا تھا۔ اس نے پچھلی رات نصیر بلڈنگ تک ان کا تعاقب کیا تھا۔ وہاں تک گیا تھا تو آسانی سے پیچھا چھوڑنے والا نہیں تھا۔ یعنی فریدی کی جھڑکی سنے بغیر راہ راست پر آ جانا کم از کم اس کے لیے ناممکنات میں سے ہوتا۔ پھر وہ اس طرح اچانک کیوں چلا گیا۔ جب وہ ماریہ کے فلیٹ سے نکلے تھے تو اس کی رولز وہاں موجود نہیں تھی۔ یہ بھی قاسم کی فطرت کے خلاف تھا کہ آج صبح وہ حمید کے سر نہ ہوتا۔ پچھلی رات ہی کے کسی حصے میں فون نہ کرتا۔ بہر حال اس کی طرف سے یہ خاموشی بڑی غیر فطری لگ رہی تھی۔!

تو پھر کیا صورت ہوگی۔

تسلی دلاسے سے قابو میں آئے گا...... اور پہلے گھیرنا پڑے گا۔ لہذا میں اسے گھیرنے جا رہا ہوں۔ حمید اٹھتا ہوا بولا۔ ایسی بھی کیا جلدی......! پھر وہ ہاتھ نہیں آئے گا۔ اس نے کہا اور شاداں کے آفس سے نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ڈرگ اسٹور کے سامنے گاڑی روکی اور قاسم کو فون کرنے کے ارادے سے نیچے اتر آیا۔

کال ریسیو کرنے والی اس کی بیوی تھی حمید نے قاسم کے بارے میں پوچھا۔

آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہوں گے! دوسری طرف سے غصیلی آواز آئی۔ میں کچھ

بھی نہیں جانتا......پچھلی رات دو ڈھائی بجے کے قریب آئے تھے اور صبح پھر آٹھ بجے کے قریب نکل گئے ناشتہ بھی نہیں کیا۔

بس یہی سب سے زیادہ حیرت انگیز واقعہ ہے کیونکہ صبح آنکھ کھلتے ہی وہ قریب ترین آدمی کو کھا جانا چاہتا ہے۔حمید نے کہا۔ میں نہیں جانتی کیا چکر ہے۔ کیا کرو گی جان کر ہر روز کوئی نہ کوئی چکر رہتا ہی ہے۔ میں سمجھی تھی شاید آپ......نہیں قطعی نہیں ،اب میں دیکھو گا کیا بات ہے، مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس طرح ہاتھ اٹھاؤں گی تو کہیں نہ کہیں غرق ہی ہو جائے گا۔ اس کے باوجود بھی مجھے کوئی دلچسپی نہیں!

خیر خدا حافظ......؟ کہہ کر حمید نے رابطہ منقطع کر دیا۔ وہاں سے وہ سیدھا دفتر پہنچا تھا۔ فریدی نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا اور پھر میز پر رکھے ہوئے کاغذات کی طرف دیکھنے لگا۔

حمید رپورٹ دینے کے بعد بولا۔ قاسم کا معاملہ مجھے الجھن میں ڈال رہا ہے۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔ کہیں وہ اسی کے ساتھ فرار نہ ہوئی ہو۔ ہوں......! فریدی اس کے شانے پر نظر جمائے ہوئے پر تفکر لہجے میں بولا! ممکن ہے...... اس کی گاڑی سامنے پڑی ہو۔ لفٹ مانگ کر ساتھ لے گئی ہو۔ لیکن ایسی صورت میں قاسم زیادہ سے زیادہ اس جگہ کی نشاندہی کر سکے گا جہاں اسے اتارا ہوگا اور وہ اتنی احمق نہیں ہو سکتی کہ عین اس جگہ گاڑی رکوائی ہو جہاں جانا تھا۔

میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔ وہ اسے بے وقوف بنا کر اسی کے سر بھی پڑ سکتی ہے۔ اچھا تو پھر......؟ قاسم کو تلاش کرنا ضروری ہے۔ فریدی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اردلی نے کسی کا کارڈ لا کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ ہوں......بھیج دو۔ فریدی کارڈ پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔

حمید نے میز پر جھک کر دیکھا اور پھر پیچھے ہٹ کر طویل سانس لی......رحیم گل کا کارڈ تھا۔ سختی سے ہونٹ بھینچے بیٹھا رہا۔ وہ اندر آیا اور فریدی نے اٹھ کر اس کا استقبال

کیا۔ مجبوراً حمید کو بھی اٹھنا پڑا۔ ورنہ اس کے قصے سن سن کر اتنا غبار دل میں رکھتا تھا کہ کہیں اور ملاقات ہونے پر چھوٹتے ہی ایک آدھ ہاتھ جھاڑ دیتا۔ رحیم گل خاصا قد آور تو انا آدمی تھا۔ عمر تیس اور چالیس کے درمیان رہی ہوگی۔ آنکھوں کی بناوٹ کی بنا پر خاصا کینہ توز معلوم ہوتا تھا۔ دہانے کے گوشوں کا جھکاؤ ایسا ہی لگتا تھا جیسے مسلسل نفرت کا اظہار کیے جا رہا ہو۔

ماریہ کہاں ہے......؟ اس نے کھڑے ہی کھڑے سوال کیا۔

یہ سوال مجھے آپ سے کرنا چاہیے۔ فریدی نے نرم لہجے میں کہا ''تشریف رکھیے میں یہاں کسی سوشل وزٹ پر نہیں آیا'' وہ سانپ کی طرح پھپھکارا۔ حمید نے فریدی کی طرف دیکھا جس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ میں پوچھتا ہوں ماریہ کہاں ہے؟

جواب دہی سے بچنے کے لیے فرار ہوگئی! فریدی بولا۔ کیسی جواب دہی۔ کیا ضروری ہے کہ آپ ہر شہری کو پریشان کرتے پھریں۔ یہ بات اسی نے مس شاداں کو بتائی تھی کہ رول لیب سے غائب ہوگیا۔ جس نے دونوں کی گفتگو سنی تھی اس نے ہمیں اطلاع دے دی۔

کس نے اطلاع دی تھی۔ ہم اپنے مخبروں کے نام ظاہر نہیں کرتے۔ میرے خلاف کسی قسم کی سازش ہو رہی ہے رول کیمرے سے غائب ہوا تھا لیب تک نہیں پہنچا۔ کیا آپ اسے بھی جھٹلا دیں گے جس نے خود آپ کو رول دیا تھا! اوہ...... میں نہیں جانتا وہ کون ہے جس نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ فریدی نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔ اردلی اندر آیا۔ فریدی نے اس سے کہا مقصود صاحب کو یہاں لے آؤ۔

اردلی چلا گیا۔ اچھا اچھا رحیم گل سر ہلا کر بولا۔ یہ مقصود شاید راشد کا پروڈکشن منیجر ہے۔ آپ ٹھیک سمجھے۔ اگر اس نے ایسی اطلاع دی ہے تو جھوٹا ہے! اگر سچا ہے تو رسید ہوگی اس کے پاس۔ میرے یہاں بے ضابطگی نہیں ہوتی۔ مجھے علم ہے کہ انکم

ٹیکس بچانے کے لیے کیا کچھ نہیں ہوتا۔ یہ بھی الزام ہے اس سلسلے میں آپ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔

مجھے آپ کے انکم ٹیکس سے کوئی سروکار نہیں! اور اس معاملے میں کوئی بے ضابطگی نہیں ہوئی کیونکہ مقصود کے پاس رول کی رسید موجود ہے۔

اوہ......! اس کا منہ کھل گیا لیکن جلد ہی اپنی حالت پر قابو پا کر بولا۔ تو میرے گرد جال بنا جا رہا ہے۔

اب آپ الزام تراشی پر اتر آئے۔ فریدی مسکرا کر بولا۔ خیر...... میں دیکھوں گا۔ آپ کیا دیکھیں گے مسٹر رحیم گل! فریدی آگے جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔ انسپکٹر جنرل......!

بس۔ فریدی ہاتھ اٹھا کر بولا، میرے معاملات میں صدر مملکت کے علاوہ اور کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔ وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ راشد پروڈکشن کا منیجر مقصود کمرے میں داخل ہوا اور رحیم گل کو دیکھ کر دروازے کے قریب ہی ٹھٹک گیا۔

آیئے...... آیئے مسٹر مقصود۔ مجھے وہ رسید چاہیے جو آپ کو گل پروسس سے ملی تھی۔ فراڈ بالکل فراڈ......! رحیم گل غرایا اور مقصود کو قہر آلود نظروں سے دیکھنے لگا۔

مقصود نے جیب سے رسید نکال کر فریدی کی طرف بڑھا دی...... اور فریدی نے رحیم گل سے کہا ''رسید کا نمبر نوٹ کیجیے مسٹر گل اور جا کر رسید بک میں کاؤنٹر فائل سے موازنہ کر لیجیے گا۔''

خدا کی پناہ اتنا لمبا فراڈ کیا گیا ہے۔ یعنی سچ مچ میری رسید بک استعمال کی گئی ہے! فراڈ ثابت کرنے کے لیے آپ کو عدالت میں جانا پڑے گا مسٹر گل۔ فریدی نے بے حد نرم لہجے کہا اور اس وقفے میں کیا ہوگا۔ غالباً آپ جانتے ہوں گے۔ کیا ہو گا۔ آپ بند رہیں گے ضمانت بھی نہیں ہو سکے گی۔ میں دیکھتا ہوں۔ وہ اٹھنے کو ہوا۔

نہیں مسٹر گل۔ آپ یہاں سے نہیں جا سکتے۔

کیا مطلب......؟

خود کو زیر حراست سمجھئے۔

یہ ناممکن ہے!

ناممکنات کو ممکن بنانے ہی کے لیے ہم یہاں بٹھائے گئے ہیں مسٹر گل۔ فریدی نے کہا اور مقصود سے بولا آپ جاسکتے ہیں۔ وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں سلام کر کے چلا گیا۔ رحیم گل کسی ایسے درندے کی ہانپ رہا تھا جسے چاروں طرف سے گھیر لیے جانے کا احساس ہوگیا ہو۔ حمید خاموش بیٹھا سب کچھ دیکھتا رہا تھا۔ دفعتۃً بولا! ہتھکڑیاں نکالوں! ہتھکڑیوں کی ضرورت نہیں! وہ تو تشہیر کے لیے لگائی جاتی ہیں۔ فریدی نے پرسکون لہجے میں گارڈز کو بلا کر ان کے حوالے کردو۔ یہ زیادتی ہے......؟ رحیم گل کسی قدر ڈھیلا پڑ کر بولا۔ زیادتی تو آپ کررہے ہیں مسٹر گل۔ یقین کیجئے میں آپ سے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا کہ آپ سچی بات بتا دیں۔ مجھے یقین ہے کہ خود آپ نے رول غائب نہیں کیا۔

رحیم گل اب...... خاصا نارمل نظر آنے لگا تھا۔ تیکھے خطوط ڈھیلے پڑ گئے اور آنکھوں کی خشمگیں بھی زائل ہوگئی تھی۔

مقصود نے مجھے رول دیا تھا۔ وہ آہستہ سے بولا۔ لیکن وہ حیرت انگیز طور پر غائب ہوگیا۔ پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ کون غائب کرسکتا ہے اور کیوں؟ میں نہیں جانتا۔ صاف ظاہر ہے کہ کوئی آپ کو الجھانا چاہتا ہے۔

لیکن وہ ماریہ نہیں ہوسکتی! تو پھر اس طرح فرار کیوں ہوگئی۔ بہت جلد خوفزدہ ہو جاتی ہے۔ مسٹر گل...... وہ بہت جلد خوفزدہ ہو جانے والیوں میں سے نہیں معلوم ہوتی۔ خدا جانے...... کیوں......! کچھ نہیں۔ آپ کے حق میں یہی بہتر ہوگا کہ اس کو تلاش کرنے میں ہم سے تعاون کریں۔ ہاں اب کسی نہ کسی طرح اپنے رجسٹر میں اس رول کی وصولیابی کا اندراج کر لیجئے۔ اس سے کیا ہوگا؟ آپ کو صرف یہ بیان

دینا ہوگا کہ آپ کی لاعلمی میں وہ رول غائب ہو گیا۔ اور پھر ......!

پھر یہ کہ آپ حراست میں نہیں لیے جائیں گے ابھی تحریری بیان دے دیجیے۔ حمید کو ایسا لگا جیسے عین کھیل کے دوران فٹ بال کی ہوا نکل گئی ہو۔ سخت مایوسی ہوئی تھی رحیم گل کے رویئے سے۔ وہ تو سمجھا تھا کہ اب اس کے خلاف دل کا غبار نکالنے کا موقع ملے گا۔ لیکن شاید فریدی ہی نہیں چاہتا تھا کہ اسے حراست میں لیا جائے لہذا محض اعتراف کرا لینے کے لیے اتنا کھڑاگ کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ رول کی رسید غیر قانونی طریقے سے بنوائی گئی تھی۔ اور لیبارٹری کے کسی ملازم پر کچھ رقم صرف کیے بغیر نہ کام نہ ہو سکا ہوگا۔

رحیم گل نے اپنا بیان خود ہی لکھا۔ دستخط کیے اور چپ چاپ چلا گیا۔

میں داد نہیں دے سکتا! حمید برا سا منہ بنا کر بولا۔ واقعی آپ اس سے مرعوب ہو گئے تھے۔ برخوردار میں تشدد کرنے کی مشین نہیں ہوں تشدد اسی صورت میں کرتا ہوں جب حکمت عملی کارگر نہیں ہوتی۔

اس وقت مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے۔ جیسے کسی مزار کے متولی کی خدمت میں حاضری دے بیٹھا ہوں۔ وقت ضائع نہ کرو......! اب کرنے کو رہا ہی کیا ہے۔ یقین کرو کہ اس سلسلے میں فلم انڈسٹری ہمارا میدان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیا مطلب......! تم ان سپاہیوں کی لاشوں کو کیوں بھول جاتے ہو......؟ تو گویا حقیقت وہ نہیں ہے جو نظروں کے سامنے ہے!

شاید ایسا ہی ہو......لیکن ماریہ اس سلسلے کی ایک کڑی ضرور ہو سکتی ہے۔ جس کی انتہا تک ہم پہنچنا چاہتے ہیں۔ میں نہیں سمجھا! وہ رول محض اس لیے نہیں غائب کیا گیا کہ رحیم گل پھنس جائے۔ آپ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے۔

اچھی بات ہے! فی الحال اسے مفروضہ ہی سمجھ لو۔ لیکن ہمیں اسی مفروضے سے ابتدا کرنی ہے کہ کیمرے نے کوئی اہم شہادت عکس بند کی ہوگی۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

☆

رحیم گل، فریدی کے آفس سے نکل کر اپنی گاڑی میں بیٹھا اور بے خیالی میں اچانک ایک جانب چل پڑا۔ اتنی بڑی شکست کبھی نصیب نہیں ہوئی تھی۔ دم گھٹ رہا تھا۔ ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے آپ کبھی کسی کو منہ نہیں دکھا سکے گا۔ لیکن ساتھ ہی اس نکتے پر بھی غور کر رہا تھا کہ ماریہ فرار کیوں ہوگئی۔ فریدی سے اس نے ماریہ کے ڈرپوک ہونے کے بارے میں غلط بیانی کی تھی۔ ماریہ ہرگز ڈرپوک نہیں تھی۔ لیکن کیا رول خود اس نے غائب کیا تھا۔ لیکن فرار کیوں ہوگئی...... کیا وہ رول اس وقت بھی اس کے فلیٹ میں موجود تھا۔ جب فریدی اس سے پوچھ گچھ کے لیے وہاں گیا تھا۔ ضرور یہی بات تھی۔ وہ اس رول سمیت ہی وہاں سے فرار ہوئی ہوگی۔ محض رول کے لیے فرار ہوئی ہوگی۔ ورنہ وہ اتنی احمق نہیں ہوسکتی۔ رول اس کی تحویل سے غائب ہوا تھا۔ ماریہ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں تھی۔ ہاں اس سے یہ غلطی ضرور ہوئی تھی کہ اس نے اس کی گمشدگی کے بارے میں صرف ماریہ کو بتا دیا تھا اور اس اعتماد کے ساتھ وہ اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرے گی لیکن اس نے شاداں کو بتا دیا اور اس طرح بتایا کہ کوئی اور بھی سن لے اوہ جہنم میں جائے۔ اس کی کتنی توہین ہوئی تھی اور اسے اپنی طبیعت پر جبر کر کے کتنا جھکنا پڑا ہے...... کس قدر چالاک آدمی ہے یہ کرنل فریدی۔ ظاہر ہے کہ اس نے وہ رسید غیر قانونی طور پر حاصل کی ہوگی۔ لیکن اس رسید کی بنا پر وہ اسے حراست میں رکھ سکتا تھا جب تک رسید کا جعلی ہونا ثابت ہو جاتا اور یہ کارروائی عدالت میں ہوتی اور وہ ریمانڈ پر ریمانڈ لیتا رہتا...... بہر حال آپ وہ اس رسید کے سلسلے میں کرنل فریدی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اپنا تحریری بیان دے چکا تھا...... عجیب سی پژمردگی ذہن پر طاری ہونے لگی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے اندر کوئی کمی واقع ہوگئی ہو۔ آرلکچو کے قریب اس نے گاڑی روکی۔ اندر پہنچ کر سید ھا بار کی طرف چلا گیا۔

''ڈبل پگ وہسکی'' اس نے بارٹنڈر سے کہا۔ اور کاؤنٹر کے قریب پڑے ہوئے اسٹولوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔ قریب ہی کچھ اور لوگ بھی بیٹھے پی رہے تھے۔ دو سفید فام غیر ملکی بھی اس کے پیچھے ہی آئے تھے اور انہوں نے بھی کچھ طلب کیا تھا۔ رحیم گل وہسکی کی چسکیاں لیتا رہا۔ آہستہ آہستہ ذہنی اضمحلال دور ہو رہا تھا۔

گلاس خالی کر کے کاؤنٹر پر رکھ دیا اور بل کی رقم ادا کر کے واپسی کے لیے اٹھا ہی تھا کہ ایک غیر ملکی اس کے برابر آ کھڑا ہوا۔ وہ اس کی طرف توجہ دیئے بغیر صدر دروازے کی طرف چل پڑا تھا۔ اس کے وجود کا احساس تو اس وقت ہوا جب وہ اس سے بالکل ہی لگ کر چلنے لگا۔ رحیم گل نے ایک طرف ہٹنا چاہا لیکن کوئی چیز اس کے بائیں پہلو سے چبھنے لگی۔ اور غیر ملکی آہستہ سے بولا ''بے آواز پستول کی نالی ہے۔ چپ چاپ چلتے رہو۔''

رحیم گل اسے کنکھیوں سے دیکھتا ہوا چلتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ فٹ پاتھ پر آ گئے اور اب وہ دونوں سفید فارم غیر ملکیوں کے درمیان چل رہا تھا۔ اس کا کیا مطلب ہے وہ جھنجھلا کر بولا۔ بے آواز فائر ہو گا اور تم ڈھیر ہو جاگے ورنہ خاموشی سے چلتے رہو۔

اسی طرح وہ اسے ایک لمبی ساہ گاڑی کے قریب لائے۔ ان میں سے ایک نے دروازہ کھولا اور پہلے خود اندر بیٹھ کر سیٹ کے دوسرے گوشے تک سرک گیا۔ پھر رحیم گل سے بیٹھنے کو کہا گیا۔ آخر تم چاہتے کیا ہو؟۔

بیٹھو...... غیر ملکی غرایا اور اس کی کمر پر پستول کا دباؤ بڑھ گیا۔ پستول غیر ملکی کے کوٹ کی جیب میں تھا۔ طوعاً و کرہاً رحیم گل گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد وہ گاڑی میں بیٹھا تھا۔ جس کے جیب سے پستول کی نال اس کے پہلو میں چبھتی رہی تھی۔ تیسرا آدمی ڈرائیونگ سیٹ پر تھا...... گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

آخر چکر کیا ہے......! رحیم گل نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔ مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟۔ خاموش بیٹھے رہو...... پستول والا غرایا۔

رحیم گل خائف نہیں تھا۔ لیکن اس قسم کی غنڈہ گردی کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ بھلا یہاں سفید فام غیر ملکی اس قسم کی حرکتیں کیوں کرنے لگے۔ گاڑی ایک ایسی عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی تھی جس کی دیواریں بہت اونچی تھیں۔ سڑک پر سے اندر کے حالات نظر نہیں آسکتے تھے۔

رحیم گل کو اسی طرح گاڑی سے نیچے اتارا گیا جس طرح سوار کرایا گیا تھا اور پھر اسے اس عمارت کے اندر لائے۔ یہاں ایک اور سفید غیر ملکی شاید اسی کا منتظر تھا وہ اس خاموشی سے دیکھتا رہا اور قبل اس کے کہ رحیم گل اس سے اس حرکت کے بارے میں پوچھتا وہ سوال کر بیٹھا۔ ماریہ کہاں ہے؟ کیا مطلب......؟ رحیم گل چونک کر بولا۔

میری بات کا جواب دو۔ میں نہیں جانتا وہ کہاں ہے! اس آدمی نے رحیم کے پیچھے کھڑے ہوئے آدمی کو اشارہ کیا اور اس نے اچھل کر رحیم گل کی کمر پر لات رسید کردی۔

رحیم گل منہ کے بل فرش پر گرا اور پھر اس پر وحشت طاری ہوگئی۔ یہ بھی بھول گیا کہ پستول کے زور پر یہاں تک لایا گیا ہے اٹھا اور پاس کھڑے ہوئے سفید فام پر ٹوٹ پڑا...... اور پھر وہ سب آپس میں گڈمڈ ہو کر رہ گئے تھے...... یہاں تین ہی تھے۔ گاڑی ڈرائیو کرنے والا باہر ہی رہ گیا تھا۔ رحیم گل ان پر بھاری پڑ رہا تھا دفعتہً پستول بھی نکل آیا اور اس دوران رحیم گل کو ہوش بھی آگیا تھا "رک جاؤ اور اسے وارننگ دی گئی ورنہ گولی ماردی جائے گی۔"

رحیم گل ان سے کسی قدر دور ہٹ کر کھڑا ہوگیا اور اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ تیسرا آدمی سفاکانہ انداز میں مسکرا کر بولا۔ بہت بے جگرے معلوم ہوتے ہو اور بے وقوف بھی۔ جب میں جانتا ہی نہیں کہ ماریہ کہاں تو اس کے علاوہ اور کرتا بھی کیا۔ تمہیں میری بات پر یقین نہیں آیا تھا۔ رحیم گل نے غصیلے لہجے میں کہا "پولیس کو بھی

پولیس کے معتوب ہو۔

کیوں نہ ہوتا جب کہ وہ رول میری تحول سے غائب ہوا ہے میں نے تو بات بنانے کی کوشش کی تھی۔ پروڈکشن منیجر سے جھوٹا بیان دلوادیا تھا کہ رول کیمرے ہی سے غائب ہوا تھا لیکن یہاں بھی ماریہ ہی کی وجہ سے چوٹ ہوئی۔

کیوں اس نے کیا کیا۔

میں تو نہیں جانتا تھا کہ رول اسی نے چرایا ہے۔ لہذا اس کے غائب ہو جانے کے بعد اس سے پریشانی کا اظہار کیا تھا۔ ساتھ ہی تاکید کردی تھی کہ کسی سے اس کا ذکر نہ کرے۔ لیکن اس نے میری بہن سے تذکرہ کردیا اور ان کی گفتگو کسی تیسرے نے بھی سن لی اس طرح بات کرنل فریدی تک جا پہنچی۔

اوہ تو یہ قصہ ہے واقعی وہ بالکل احمق معلوم ہوتی ہے کہیں کرنل فریدی کے ہاتھ ہی نہ لگ جائے۔ ہوسکتا ہے! رحیم گل بیزار سے بولا۔ ماریہ کے خلاف اس کے سینے میں نفرتوں کے طوفان امنڈ رہے تھے۔ ہاتھ لگ جاتی تو خود ہی اس کی ہڈیاں توڑ دیتا۔ ''اسے تلاش کرنے میں ہماری مدد کرو۔ دس ہزار تم دونوں میں برابر تقسیم کر دیئے جائیں گے۔''

پانچ ہزار یا دس ہزار کی کیا وقعت ہے میری نظر میں، اتنی رقومات تو میں جوئے کی میز پر ہار دیتا ہوں۔ پھر ہم کچھ زیادہ سوچیں گے۔

میں یہ کام مفت کروں گا۔ رحیم گل اسے گھورتا ہوا بولا۔ لیکن یاد رہے اگر وہ رول ہماری بجائے کرنل فریدی کو پہنچا تو تمہاری خیر نہیں۔ اپنے گھر میں بھی تمہاری موت واقع ہوسکتی ہے۔ ماریہ کے سلسلے میں ہم سے غلطی ہوگئی۔ ہمیں اس کی بجائے تمہارے کسی ملازم سے بات کرنی چاہیے تھی۔

مجھے کرنل فریدی سے کیا ہمدردی ہوسکتی ہے۔ میں ہر اس شخص کا دشمن ہوں جو مجھے کسی طرح بھی دھمکانے کی کوشش کرے۔

تم ایسے ہی معلوم ہوتے ہو! وہ سر ہلا کر بولا۔

کیا ماریہ تمہیں لوگوں سے تعلق رکھتی ہے۔

نہیں کسی کے توسط سے ہم نے اس سے بات کی تھی۔

تو پھر اسے میرے حوالے کر دینا! مطلب یہ کہ تمہیں تو صرف اس رول ہی سے سروکار ہوگا۔، بالکل وہ سر ہلا کر بولا۔ ماریہ ہمارے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی۔بس تو پھر ٹھیک ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ صحیح و سالم حالت میں پولیس کے ہاتھ نہ لگے۔ تمہاری یہ خواہش پوری ہو جائے گی۔اور تمہارے دس ہزار بھی بچ جائیں گے۔رحیم گل آہستہ سے بولا۔

Iqbal.MMM.Net All rights reserved. ©2002-2006

☆

بیچ ہوٹل کا منیجر حمید کو پہچانتا تھا۔ اس لیے اسے یہ معلوم کر لینے میں قطعاً کوئی دشواری نہ ہوئی کہ پچھلی رات سے کس ہٹ کا اکاؤنٹ کھلا ہے! عاصم انڈسٹریز کے مخصوص واؤچرز پر حساب چلتا تھا اور ادائیگیاں ماہانہ بنیاد پر ہوتی تھیں۔ ہٹ نمبر ستائیس غالباً سب سے زیادہ شاندار ہٹ تھا۔ اس نے ہوٹل ہی سے فون پر ہٹ کے نمبر ڈائل کیے اور ریسیور کان سے لگائے کھڑا رہا۔

ہالو، دوسری طرف سے قاسم کی آواز آئی اور حمید نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ تو وہ ہٹ میں موجود تھا! حمید ہوٹل سے نکل کر سیدھا اسی طرف چل پڑا...... پہلے یقین کر لینا چاہتا تھا کہ ماریہ بھی ہٹ میں موجود ہے یا نہیں۔ اس کے لیے براہ راست دروازے پر جا کر دستک دینا مناسب نہ معلوم ہوا۔ اگر وہ موجود ہوئی تو قاسم کو سنبھال لینا تنہا اس کے بس کا روگ نہ ہوگا...... ہٹ کے قریب پہنچنے سے قبل ہی اس نے دو ننھے ننھے اسپرنگ نکالے اور ناک کے نتھنوں کے اندر مخصوص جگہوں پر فٹ کر لیے...... ناک کی نوک اس طرح اوپر اٹھی کہ اس کے ساتھ ہی اوپری ہونٹ بھی کسی قدر اوپر اٹھ گیا اور دانت دکھائی دینے لگے۔ یہ اس کا ریڈی میڈ میک اپ تھا۔

یہ میک اپ شکل میں ایسی تبدیلی لایا تھا کہ ماریہ بھی اسے نہ پہچان سکتی اور پھر اسے فی الحال ان دونوں سے دور رہ کر ہی انہیں نظروں میں رکھنا تھا۔ ہٹ نمبر ستائیس کے سامنے والا ہٹ مقفل تھا وہ اسی کے برآمدے میں اس طرح بیٹھ گیا تھا جیسے چلتے چلتے تھک گیا ہو۔ تھوڑی دیر بعد اس نے قاسم کا قہقہہ سنا لیکن اس کے ساتھ کوئی دوسری آواز نہیں تھی۔

وہ کچھ کہہ بھی رہا تھا لیکن اس کے الفاظ صاف طور پر نہیں سنائی دیتے تھے۔ تنہائی میں بھی قاسم قہقہہ لگا سکتا تھا لیکن بولنے کا انداز ایسا نہیں تھا کہ کسی دوسرے کی

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

ہونے کی آواز آئی۔

حمید پھر اسی مقام پر واپس آ گیا جہاں سے نگرانی کرتا رہا تھا۔ قاسم کے ہٹ کا دروازہ بدستور بند رہا۔ کھڑکیوں پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ وہ کسی کھڑکی میں نہ دکھائی دی۔ خاصی محتاط معلوم ہوئی تھی۔ ویسے حمید سوچ رہا تھا کہ قاسم کو علم ہے کہ ماریہ پولیس کو مطلوب ہے کیا اس نے اسے بتا دیا ہوگا! کیا قاسم دیدہ دانستہ اس کی اعانت کر رہا ہے؟

وقت گذرتا رہا اور اس کی بے چینی بڑھتی رہی۔ کہیں قاسم بھی سچ مچ ملوث نہ ہو گیا ہو۔

فریدی کی گاڑی ہٹ سے خاصے فاصلے پر رکی ہوئی تھی۔ لیکن یہاں سے دکھائی دے رہی تھی۔ حمید اٹھ کر اس کی جانب بڑھا اور ناک سے اسپرنگ نکال کر جیب میں ڈال لیے۔

کیا وہ واپس آ گیا......! فریدی نے گاڑی سے اترتے ہوئے اس سے پوچھا۔

جی نہیں......! چلو وہ آگے بڑھتا ہوا بولا۔ دونوں ہٹ کے دروازے پر رکے اور فریدی نے دستک دی! کون ہے......؟ اندر سے پوچھا گیا!

میں ہوں! فریدی نے من وعن قاسم کی آواز کی نقل اتاری اور حمید نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔

بولٹ سرکنے کی آواز آئی ہی تھی کہ فریدی نے دروازے کو زور سے دھکا دیا اور اندر گھستا چلا گیا۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی اور پھر اس کا منہ حیرت سے کھل گیا!

''دروازہ بولٹ کر دو۔'' فریدی نے حمید کی طرف مڑے بغیر کہا۔

یہ......یہ......زبردستی......! وہ ہکلا کر رہ گئی۔

ہم سے پیچھا چھڑا لینا اتنا آسان نہیں ہے۔ م......میں پچھلی رات بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئی تھی......اس لیے! رول ہمارے حوالے کر دو۔ کک کیا رول۔ وہی جسے

تم گل پروسس سے اڑایا تھا۔ یہ درست نہیں ہے۔ اس کے باوجود بھی تم اس معاملے کے صاف ہونے تک حراست میں رہوگی لل۔ لیکن...... ! بہتری اسی میں ہے کہ رول ہمارے حوالے کردو ورنہ بہت پریشانیاں اٹھاؤ گی۔ مم...... میرے پاس نہیں ہے۔ حمید ہٹ کی تلاشی لو۔

یہ نہیں ہوسکتا! ماریہ مضطربانہ انداز میں بولی! تلاشی کا وارنٹ دکھاؤ۔ تمہیں وارنٹ طلب کا حق نہیں پہنچتا کیونکہ یہ تمہارا ہٹ نہیں ہے۔ فریدی نے کہا اور حمید نے اپنا کام شروع کردیا۔ مغل شاہی مت چلاؤ! یہ بیسوی صدی ہے ماریہ بولی۔ پھر اس نے حمید کے ساتھ ہی دوسرے کمرے میں داخل ہونا چاہا تھا۔ فریدی نے آگے بڑھ کر اس کی کلائی پکڑ لی اور جھٹکا دے کر بولا۔ مجھے نامناسب رویہ اختیار کرنے پر مجبور نہ کرو۔

وہ برا سا منہ بنا کر رہ۔ آنکھوں سے ظاہر ہورہا تھا جیسے ابل پڑنا چاہتی ہو۔ لیکن سختی سے ہونٹ بھینچے کھڑی رہی۔ دفعتہً حمید ایک چھوٹا سا سوٹ کیس اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔ اس سوٹ کیس کے علاوہ یہاں اور کچھ نہیں ہے اور یہ مقفل ہے۔ تمہارا ہے؟ فریدی نے ماریہ سے پوچھا۔ وہ کچھ نہ بولی...... فریدی نے کنجی طلب کی۔ لیکن وہ خاموش کھڑی رہی...... قفل توڑ دو...... ! فریدی نے حمید سے کہا۔

قفل کو غلط طریقے سے چھیڑا گیا تو سوٹ کیس دھماکے کے ساتھ پھٹ جائے گا۔ ماریہ نے کہا۔ بہت خوب! فریدی مسکرا کر بولا۔ ہم کوئی جاسوسی کہانی ڈراما ٹائز نہیں کررہے! حمید سوٹ کیس کے قفل کو ایک باریک اوزار کی مدد سے کھولنے کی کوشش کررہا تھا۔ ٹھہر جاؤ وہ بے بسی سے ہاتھ اٹھا کر بولی۔ رول اس میں موجود ہے...... اور میں جانتی کہ اس کی کیا اہمیت ہے...... قفل ضائع نہ کرو میں کھولے دیتی ہوں۔

حمید نے کوشش ترک کردی اور وہ آگے بڑھتی ہوئی بولی مجھے دو...... !

کنجی......؟ حمید ہاتھ بڑھاتے ہوئے کنجی لاؤ۔ رول کے علاوہ کسی اور چیز کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ میں کنجی نہیں دوں گی۔ میں آنکھیں بند کر کے صرف رول نکال لوں گا۔ یہ ناممکن ہے۔ ٹھیک اسی وقت باہر سے کسی گاڑی کے رکنے کی آواز آئی اور ماریہ اس کی طرف متوجہ ہوگئی۔ حمید سمجھ گیا کہ قاسم واپس آ گیا ہے۔ لہذا وہ سوٹ کیس لیے ہوئے جھپٹ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ دیکھئے آپ خواہ مخواہ بات بڑھا رہے ہیں ماریہ نے فریدی سے کہا۔ میں اعتراف کر چکی ہوں کہ رول میرے پاس ہے!

دروازے پر دستک ہوئی اور ماریہ آہستہ سے بولی! پلیز اسے نہ معلوم ہونے پائے۔ فریدی نے کچھ کہے بغیر آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ ارے باپ رے! قاسم کی زبان سے بے ساختہ نکلا تھا۔ یہ...... یہ...... پولیس آفیسر ہیں! ماریہ جلدی سے بولی۔ یہ میری مدد کریں گے میں ان کے ساتھ جا رہی ہوں۔ قاسم ہونقوں کی طرح منہ کھولے کھڑا رہا۔

ہاں ٹھیک ہے! فریدی نے سر ہلا کر کہا۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن مم...... میں نے تو قاسم ہکلا کر رہ گیا۔

ہاں تم سے غلطی ہوئی۔ تمہیں میرے پاس آنا چاہیے تھا۔ فریدی نے کہا اور اونچی آواز میں بولا۔ حمید چلو۔ یہ ہمارے ساتھ جا رہی ہیں۔ حمید سوٹ کیس اٹھائے ہوئے کمرے سے برآمد ہوا۔

اس پر نظر پڑتے ہی قاسم دانت پیسنے لگا۔ لیکن کچھ بولا نہیں...... ویسے جب وہ باہر نکل کر گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔ قاسم نے حمید سے کہا ''قیا جروری ہے کہ تم اس طرح میری ٹوہ میں رہا قرو......'' خداوند کریم تم کو جلد غارت قرے گا...... تم دیخ لینا۔

فریدی نے مڑ کر تیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور وہ ہونٹ بھینچ کر پیچھے

ہٹ گیا! کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے...... سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ماریہ نے قاسم کی جانب دیکھ کر ایسے انداز میں کہا جیسے کسی ننھے سے بچے کو سمجھا رہی ہو۔

وہ گاڑی میں بیٹھ گئے اور قاسم نے آگے بڑھ کر ماریہ سے پوچھا۔ لیکن یہ لوگ یہاں کیسے پہنچ گئے تھے۔ میں نے فون کر کے بلایا تھا۔ ماریہ نے جواب دیا۔ میں بھی چلوں؟ نہیں کیا ضرورت ہے...... معاملات ٹھیک ہو جانے پر میں تمہیں فون کر دوں گی۔ فریدی نے گاڑی اسٹارٹ کر دی! احمید پچھلی سیٹ پر ماریہ کے ساتھ بیٹھا تھا۔

کچھ فاصلہ طے ہو جانے کے بعد حمید نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ قاسم کی گاڑی برابر تعاقب کر رہی تھی لیکن فاصلے سے۔ وہ آ رہا ہے۔ حمید نے ماریہ سے کہا۔ اتنا معصوم آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا بیچارے نے بڑی شرافت سے لفٹ دی تھی۔ حمید اس ریمارک پر کچھ نہ بولا۔ پھر دیر بعد کہا۔ آخر اس سوٹ کیس میں اس رول کے علاوہ اور کیا ہے۔ جس کی بنا پر تم نے مجھے کنجی نہیں دی تھی۔

اب تمہارے بس میں ہوں دیکھ ہی لو گے۔ لیکن جس طرح اس رول کے معاملے میں بیوقوف بنی ہوں اسی طرح اس دوسری چیز کا بھی مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ بھی کسی اور کی ہے۔ وہ کیا چیز ہے؟ بغیر لائسنس کا ایک پستول ہے جو میری ملکیت نہیں ہے رحیم گل نے رکھوایا تھا۔ تمہارے قبضے میں ہے۔ تو یہ دوسرا جرم ہوا۔ بہت مضبوط اعصاب والی ہو۔ رول کے معاملے میں کس طرح بیوقوف بنی ہو۔ فریدی نے سوال کیا۔

ایک شخص نے معاوضے پر یہ کام مجھ سے لیا تھا۔ لیکن پھر مفت جھپٹ لینا چاہا۔ اب میں ایسی احمق تو ہوں نہیں کہ اس کی باتوں میں آ جاتی۔ کس کی بات کر رہی ہو۔ والگو ایک فرانسیسی۔ نیشنل اسٹوڈیوز میں ساؤنڈ انجینیر ہے۔ والگو۔ کو تم کب سے جانتی ہو......؟

زیادہ دن نہیں ہوئے۔ رحیم گل ہی کی ایک کاک ٹیل پارٹی میں اس سے

ملاقات ہوئی تھی۔ بہر حال اس رول کے حصول کے لیے اس نے مجھے تین ہزار کا آفر دیا تھا۔ اور پھر معاوضہ ادا کیے بغیر حاصل کر لینا چاہا۔حمید نے پوچھا۔ جی ہاں یہی بات ہے! لیکن اب میرا کیا حشر ہوگا۔ یہ بتانا دشوار ہے! آپ چاہیں تو مجھے چھوڑ بھی سکتے ہیں۔ رحیم گل کے تحریری بیان میں تمہارا ذکر بھی موجود ہے۔ لہذا اب یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں۔فریدی نے کہا۔

ان کی گاڑی ایگل بیچ کی حدود سے نکل آئی تھی اور اب اس سنسان سڑک پر جا رہی تھی جو انہیں شہر تک پہنچاتی۔

اچانک اس کا ایک ٹائر دھماکے کے ساتھ فلیٹ ہو گیا اور گاڑی سڑک کے نیچے اترتی چلی گئی۔ اگر فریدی جیسے مشتاق آدمی کے ہاتھ میں اسٹیئرنگ نہ ہوتا تو اس رفتار پر گاڑی کا الٹ جانا یقینی تھا۔ گاڑی زبردست جھٹکے کے ساتھ رک گئی! ماریہ کے حلق سے چیخ نکلی تھی۔ ٹھیک اسی وقت ایک تیز رفتار گاڑی ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کرتی ہوئی آگے نکلی چلی گئی! حمید تیزی سے جھک گیا تھا۔ ماریہ اس پر آ گری۔ فریدی نے پھرتی سے دروازہ کھول کر دوسری جانب باہر چھلانگ لگائی۔ گاڑی کچھ دو جا کر پھر پلٹ رہی تھی۔ فریدی نے حمید کو آواز دی ”اگر زندگی ہو تو اسی پوزیشن میں پڑے رہنا۔“

پھر وہ تیزی سے رینگ کر ایسی پوزیشن میں آ گیا کہ سامنے سے دیکھا نہ جا سکے۔ ساتھ ہی ہولسٹر سے اعشاریہ چار پانچ کا لانگ رینج ریوالور بھی نکل آیا۔ اپنی گاڑی کے نیچے سے اس نے قریب آتی ہوئی گاڑی کے اگلے پہیوں پر دو فائر کیے اور قبل اس کے کہ اس گاڑی سے دوبارہ اسٹین گن کا برسٹ مارا جاتا۔ فریدی کے ریوالور سے دو مزید فائر ہوئے...... دوسری گاڑی میں کوئی زور سے کراہ رہا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے دروازہ کھول کر گاڑی سے چھلانگ لگا دی۔ فریدی نے پانچواں فائر اس کی ٹانگ پر کیا تھا...... وہ ایک بار پھر اچھلا اور دھم سے گر

پڑا۔

اور پھر سناٹا چھا گیا! ڈرائیونگ سیٹ سے چھلانگ لگانے والا بھی بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔ کیا تم زندہ ہو...... فریدی نے حمید کو آواز دی۔

زندہ ہوں...... حمید نے ماریہ کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔ وہ سیٹ پر لڑھک گئی گاڑی کا عقبی شیشہ چور چور ہو گیا تھا اور گولیاں ماریہ کے شانے اور گردن میں پیوست ہو گئی تھیں......

دوسری طرف فریدی حملہ آوروں کی کار کا جائزہ لے رہا تھا! اسٹین گن سے فائرنگ کرنے والا پچھلی سیٹ پر پڑا نظر آیا اس کی دونوں آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور پیشانی پر بڑا سا سوراخ تھا۔ حمید گاڑی سے اتر کی لڑکھڑاتا ہوا فریدی کی طرف بڑھا۔

اوہ...... کہاں گولی لگی ہے! فریدی اس کی جانب مڑتا ہوا بولا اور پھر تیزی سے اس کے قریب پہنچ گیا...... میں ٹھیک ہوں یہ ماریہ کا خون وہ مر چکی ہے۔ ادھر سے گزرنے والی کئی گاڑیاں سڑک پر رک گئی تھیں اور لوگ اتر اتر کر ان کی جانب بڑھ رہے تھے۔

ان میں قاسم بھی شامل تھا۔ اور جیسے ہی قریب پہنچ کر اس نے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ماریہ کی لاش دیکھی دیوانوں کی چیخنے لگا۔ بس آواز ہی آواز تھی۔ یہ سمجھ میں نہیں آ سکتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہے لیکن کچھ کہہ ضرور رہا تھا۔

کیا بکواس ہے۔ خاموش رہو! فریدی نے اس کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ اس کا منہ بند ہو گیا۔ اور آنکھیں نکل پڑیں۔

جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ معاملہ پولیس کا ہے تو ایک ایک کر کے کھسکنے لگے۔ بدقت تمام فریدی نے ایک ٹرک ڈرائیور کو اس پر آمادہ کر لیا کہ وہ دونوں لاشوں کو شہر تک پہنچا دے...... زخمی کو قاسم کی کار میں ڈالا گیا۔ وہ ابھی تک بیہوش تھا۔ مشرق

بعید کے کسی ملک کا باشندہ معلوم ہوتا تھا۔ اور دوسرا حملہ آور جس کی پیشانی پر فریدی کی گولی لگی تھی۔ سفید فام تھا۔ ان کی جیبوں سے کوئی ایسی دستاویز نہیں نکلی تھی جو ان کی شخصیتوں پر روشنی ڈال سکتی۔

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

☆

ماریہ کے سوٹ کیس سے وہ رول حمید ہی نے نکالا تھا۔اور خود ہی پروسسنگ کے لیے محکمے کی لیبارٹری میں پہنچایا تھا۔لیکن پھر اسے موقع نہیں مل سکا تھا کہ اس رول کے بارے میں معلومات بھی حاصل کرتا۔کیونکہ اس کی ڈیوٹی اس ہسپتال میں لگادی گئی تھی جہاں حملہ آور زخمی کو آپریشن کے لیے رکھا گیا تھا۔

ماریہ کی لاش دیکھ کر قاسم کی کچھ عجیب سی حالت ہوگئی تھی۔اس لیے فریدی نے اسے بھی انجکشن دلوا کر ایک کمرے میں لٹا دیا تھا۔انجکشن خواب آور تھا۔

حملہ آور کو بھی خواب آور دوائیں دی گئی تھیں اور آپریشن دوسرے دن پر ملتوی کر دیا گیا تھا۔حمید سوچ رہا تھا کہ یہاں ڈیوٹی لگانے کا مقصد یہی تو تھا کہ حملہ آور سے پوچھ گچھ کرنے کی کوشش کرے۔لیکن ڈاکٹر نے اسے اس سے باز رکھا تھا۔حالانکہ ہسپتال پہنچنے کے بعد اسے ہوش آ گیا تھا اور کم از کم وہ اتنا تو بتا ہی سکتا تھا...... کہ وہ کس کا گرگا تھا یا ذاتی طور پر نہیں چاہتا تھا کہ ماریہ پولیس کے ہاتھ لگ جائے۔

حمید برآمدے میں ایک آرام کرسی پر نیم دراز کوئی مصور ماہنامہ دیکھ رہا تھا۔دفعتہً ایک خوش شکل اور کم عمر نرس اس کے قریب آ کر کھڑی ہوئی اور کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ بولی ''بائیس نمبر والے صاحب جاگ پڑے ہیں جناب۔بار بار آپ کا نام لے رہے ہیں۔''

حمید کی روح فنا ہوگئی۔کمرہ نمبر بائیس میں قاسم کو رکھا گیا تھا۔طوعاً و کرہاً اٹھا اور نرس کے ساتھ چل پڑا۔وہ نرس خصوصیت سے قاسم ہی کے کمرے میں متعین کی گئی تھی۔فریدی نے اس کے لیے خصوصی ہدایات دی تھیں۔

قاسم بستر پر چت پڑا نظر آیا۔اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ پلکیں جھپکائے بغیر چھت کو گھورے جا رہا تھا۔حمید کی آہٹ پر دروازے کی جانب سر گھمایا۔پھر اٹھنے کی کوشش بھی کی تھی۔لیٹے رہو...... لیٹے رہو! حمید ہاتھ ہلا کر بولا۔

قاسم نے اتنی طویل آہ بھری تھی کہ پورا کمرہ لرز کر رہ گیا تھا۔حمید بستر کے قریب کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

مجھے قیا ہوغیا ہے! قاسم کے حلق سے بھائیں بھائیں آوازیں نکلی۔

سب ٹھیک ہے تم بالکل ٹھیک ہو۔

نہیں میں ٹھیچ نہیں ہوں۔

ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ تم بالکل ٹھیک ہو.......

ڈاکٹر کیا جانے۔کیا وہ میرے پیٹ میں بیٹھا ہوا ہے۔

آہا تو کیا پیٹ میں کچھ ہو رہا ہے۔

غاؤں غاؤں ہو رہا ہے۔

اور پھر حمید نے بھی قراقر سنی! واقعی پیٹ اسی طرح بول رہا تھا جیسے بہت دور کہیں بادل گرج رہے ہوں......!

گھبراہٹ ہے کسی قسم کی......!حمید نے پوچھا

نہیں **بلقل** نہیں......کچھ محسوس ہی نہیں ہوتا۔نہ غصہ آ رہا ہے اور نہ کوئی غم ہے۔

اوہ فکر نہ کرو۔یہ انجکشن کا اثر ہے اعصاب کو پرسکون رکھنے کا انجکشن تھا!

اب غصہ آنے کا انجکشن لگوا دو۔مجھے غصہ جرور آنا چاہیے۔

کس پر غصہ آنا چاہیے۔ابے تجھ پر......ابے منحوس۔

دیکھو آ گیا غصہ......حمید انگلی اٹھا کر بولا۔

نہیں آیا۔قاسم مردہ سی آواز میں بولا۔یہ تو میں اوپری دل سے کہہ رہا ہوں اگر کہوں تو ایک انجکشن اور لگوا دوں۔

گولی ماردوں گا۔ابے **بلقل** بھینس ہو کر رہ غیا ہوں،لانت ہے ایسے انجکشن پر۔

حمید نے سوچا موقع اچھا ہے ابھی کو کچھ معلوم کرنا ہے پوچھ لیا جائے۔اگر انجکشن کا اثر زائل ہو گیا تو پھر اسے ڈھب پر لانا بے حد دشوار ہو جائے گا۔لہذا اس نے کہا

”بے فکر رہو، میں ایسا انجکشن لگوادوں گا کہ پچھلے انجکشن کا اثر زائل ہو جائے۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ وہ تمہارے ہاتھ کیسے لگی تھی۔“

لفٹ مانگی تھی مجھ سے......!

صرف لفٹ مانگی تھی یا پناہ بھی......!

پناہ کیا مطلب ہے......؟ مطلب یہ کہ تم نے اسے اپنے ہٹ میں کیوں رکھا تھا۔ گھر میں کیسے رکھ سکتا تھا۔ بہر حال تم بہت بڑے وبال سے بچ گئے ہو۔ کہاں بچ گیا ہوں سر پر تو سوار ہو۔ اس نے ایک جرم کیا تھا اور ہم اسی کے سلسلے میں اس سے پوچھ گچھ کرنے گئے تھے۔ لیکن وہ ہمیں جل دے کر عقبی دروازے سے نکل گئی۔ اگر تم وہاں نہ موجود ہوتے تو اور کسی سے لفٹ مانگتی۔

بکواس مت کرو۔ وہ دنیا کی ستائی ہوئی تھی۔ مجھ پر بھی ترس کھایا کرو۔ میں بھی دنیا کا ستایا ہوا ہوں، حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ”بس خاموش“

اچھی بات ہے! میں چلا۔ تم اپنے پیٹ کی آوازیں سنتے رہو۔ نہیں ٹھہرو......! تم لوگوں نے اسے خود کیوں مار ڈالا۔ جیل میں ڈال دیتے۔ اس پر مقدمہ چلاتے۔

اسے ہم نے نہیں مارا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں ماری گئی......ہم بھی بال بال بچے ہیں ورنہ ہمیں اسٹین گن کی گولیاں چاٹ جاتیں۔

مجھے بے حد خوشی ہوتی۔ قاسم نے خواہ مخواہ دانت نکال کر خوشی ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ اس میں کسی جذبے کی کارفرمائی ہرگز نہیں تھی۔

بس اب پڑے رہو چپ چاپ! اگر ہمارے بجائے کوئی اور آفیسر تمہیں اس کے ساتھ دیکھ لیتا تو تمہارے والد صاحب کو بھی چھٹی کا دودھ یاد آجاتا۔

والد صاحب کو مت گھسیٹو بیچ میں ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔

کرنل صاحب تو گھسیٹنے والے ہیں۔

قاسم بوکھلا کر اٹھ بیٹھا اور ہانپتا ہوا بولا۔ تم سالے مجھے اسپتال میں بھی نہ رہنے

دو نمبر۔

ساتھ ہی اس نے کنکھیوں سے اس نرس کو بھی دیکھا جو دروازے کے قریب رک گئی تھی۔حمید نے مسکرا کر قاسم کو آنکھ ماری اور وہ جلدی سے بولا۔نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔

حمید نے نرس کی طرف مڑے بغیر کہا'' مسٹر ۔صاحب کو لٹا دو۔''

وہ آگے بڑھی اور قاسم کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر اسے لٹا دینے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔لیٹ جائیے جناب! آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔

پھر ایسا معلوم ہونے لگا جیسے قاسم کی سانس پیٹ میں سما ہی نہ رہی ہو۔چپ چاپ لیٹ کر ہانپنے لگا۔

حمید اٹھتا ہوا نرس سے بولا۔ذرا پیار و محبت کا برتاؤ رکھنا تو پھر زیادہ پریشان نہیں کرے گا۔

رک جاؤ۔رک جاؤ، قاسم دونوں ہاتھ ہلا کر بولا۔

رک گیا۔کیا کہنا چاہتے ہو۔

والد صاحب کو نہ معلوم ہونے پائے۔قسی تو بھی نہ معلوم ہونے پائے۔کوشش کروں گا کہ کرنل صاحب کو اس پر آمادہ کرلوں......!

میری طرف سے ہاتھ جوڑ کے کہہ دینا۔

اچھا اچھا......! حمید سر ہلا کر بولا۔لیکن تمہارے گھر والوں کو تمہاری تلاش ہو گی۔

نہیں ہو گی میں کہہ آیا تھا کہ شہر سے باہر جا رہا ہوں دو چار دن مجھے یہیں رہنے دو۔

آج کے بعد کے اخراجات خود تمہیں برداشت کرنے پڑیں گے۔یہ ڈیڑھ سو روپے یومیہ کا کمرہ ہے۔نرس کو چھ گھنٹے کے ایک سو بیس روپے دیئے جاتے ہیں۔

سب کچھ میں دوں گا تم فکر نہ کرو! اچھی بات ہے میں ڈاکٹر سے بات کروں گا۔پکی بات ہونی چاہیے سمجھے۔

ہاں اور کیا پکی ہی ہو گی۔ حمید نے کہا اور کمرے سے نکل آیا۔ بڑے وبال گلوخلاصی ہوئی تھی۔ ورنہ وہ تو یہی سمجھتا تھا کہ قاسم سے جان چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ کوئی بات آسانی سے اس کے ذہن نشین نہیں ہوتی تھی۔

قاسم کے کمرے سے نکل کر ڈاکٹر کے کمرے کا رخ کیا۔ یہاں سے فریدی کو فون پر مخاطب کرنا چاہتا تھا، مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کہ ہسپتال سے نکل بھاگنے کی اجازت طلب کرے اور اسے آگاہ کر دے کہ زخمی حملہ آور سے آج بات نہیں ہو سکے گی۔

اس کی یہ خواہش پوری ہو گئی فریدی دفتر ہی میں تھا اسے بھی وہیں طلب کر لیا۔ کچھ تو ہی اس گھٹن کے ماحول سے تو نجات مل ہی جائے گی۔ بھاگم بھاگ دفتر پہنچا۔ فریدی کہیں جانے کے لیے تیار تھا اور محکمے کی آرمڈ کار نکلوائی تھی جس کی باڈی پر گولیوں کا اثر نہیں ہوتا تھا۔

چلو، آؤ فریدی کہتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ میں کچھ دیر بیٹھنے کے لیے آیا تھا۔ حمید بھنا کر بولا۔ گاڑی میں بیٹھے رہنا۔ رول کا کیا ہوا۔ رات کو پروجیکشن روم میں دیکھ لینا۔ بس وہ معاملہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے اور میں اسے محض اپنی ذات تک محدود نہیں رکھنا چاہتا۔ اس لیے کچھ ذمہ دار شخصیتیں بھی اسے دیکھیں گی۔

آپ دیکھ چکے ہیں۔

ہاں میں دیکھ چکا ہوں اور اب سوچ رہا ہوں کہ یہ بیچارے فلم والے مفت میں الجھ گئے ہیں۔ میں نہیں سمجھا۔ فلم دیکھنے کے بعد ہی سمجھ سکو گے، اس کے بغیر میں بھی نہیں سمجھا سکوں گا۔ اب ہم کہاں جا رہے ہیں۔ دیکھنا ہے کہ اب بھی ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے یا نہیں......!

تعاقب! حمید کے لہجے میں حیرت تھی۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ دونوں ہمارا تعاقب کئے بغیر ماریہ تک پہنچ گئے تھے اگر مجھ سے اس سلسلے میں غفلت سرزد نہ ہوئی ہوتی تو

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

قریب ہی سے اس نے تعاقب شروع کیا ہے۔ دیٹس آل..... کہہ کر فریدی نے ماؤتھ پیس کو ڈیش بورڈ کے خانے میں رکھ دیا اور طویل سانس لے کر بولا۔ فی الحال بے حد محتاط رہنے کی ضرورت ہے اب وہ جاننا چاہتے ہیں کہ رول بھی میرے ہاتھ لگ سکا ہے یا نہیں۔

فطری بات ہے! حمید سر ہلا کر بولا۔

تھوڑی دیر تک خاموش رہی۔ پھر اس نے پوچھا! آخر آپ جا کہاں رہے ہیں۔ ایگل بیچ! وہاں کیا ہے.....؟ دیکھ لینا..... دیکھنا تو میں صرف فلم اسٹار شاداں کو چاہتا ہوں۔ حمید بیزاری سے بولا۔ اب ادھر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ گویا اس کیس کا تعلق اب ان لوگوں سے نہیں رہا۔ میری دانست میں اب راشد علوی اور کیمرہ مین کی حیثیت صرف گواہوں کی سی رہ جائے گی۔

یہ بہت برا ہوا۔ کیوں۔ میں نے سوچا تھا کہ اس طرح فلم سازی کا بھی کچھ تجربہ حاصل کرلوں گا۔ کیونکہ ریٹائرمنٹ کے بعد اسٹنٹ فلمیں بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

وہ ایگل بیچ پہنچ گئے۔ حمید نے عقب نما آئینے پر نظر ڈالی پیچھے کئی گاڑیاں تھیں انہیں میں وہ نیلی گاڑی بھی شامل تھی جسے وہ راستے بھر دیکھتے آئے تھے۔ فریدی نے گاڑی اس طرف موڑ دی جدھر قاسم کا ہٹ نمبر ستائیس تھا۔

یہ کیا ہو رہا ہے! حمید نے حیرت سے کہا۔ وہ ہٹ کے قریب پہنچ گئے تھے۔ جہاں آس پاس کی زمین کی کھدائی ایک باوردی سب انسپکٹر کی نگرانی میں ہو رہی تھی۔ رول کی تلاش جاری ہے۔ فریدی مسکرا کر بولا۔ فریدی کو دیکھ کر سب انسپکٹر قریب آیا اور سلیوٹ کر کے بولا۔ جناب عالی ابھی تک تو کچھ بھی برآمد نہیں ہو سکا۔

ٹھہرو ۔ میں دیکھتا ہوں فریدی گاڑی سے اترتا ہوا بولا۔ اس نے حمید کو بھی اترنے کا اشارہ کیا تھا۔

وہ ہٹ نمبر ستائیس کے عقبی دروازے کی طرف آئے۔فریدی جھک کر زمین پر کچھ دیکھنے لگا۔پھر بائیں جانب دس بارہ قدم چل کر رک گیا اور سب انسپکٹر سے بولا۔یہاں کھدائی کرائیے۔

حمید آہستہ آہستہ اپنی گدی کو سہلا رہا تھا......نیلی گاڑی کچھ دور کے ایک ہٹ کے سامنے رک گئی تھی۔فریدی انسپکٹر کو مزید کچھ ہدایات دینے کے بعد واپسی کے لیے مڑ گیا۔پتا نہیں آپ کیا کرتے پھر رہے ہیں۔حمید آہستہ سے بڑبڑایا۔

بلف......

آخر کیوں......والگو کی فکر کیجئے! کہیں وہ بھی ہاتھ سے نہ نکل جائے۔رول ہمارے ہاتھ نہ لگنے کا یہ مطلب ہوگا کہ ماریہ نے ہمیں والگو کے بارے میں بھی کچھ نہیں بتایا۔میں انہیں یقین دلانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ صرف ماریہ ہمارے ہاتھ لگی تھی رول نہیں ملا تھا۔

اس سے فائدہ......؟

وہ بہت زیادہ محتاط ہونے کی کوشش نہیں کریں گے۔ لیکن رحیم گل اسے آپ کیوں بھول جاتے ہیں وہ ان میں سے چار افراد کو دیکھ چکا ہے۔اور انہیں یقین دلا چکا ہے کہ اسے پولیس سے کوئی ہمدردی نہیں اور پھر جس عمارت میں رحیم گل کو لے جایا گیا تھا وہاں اب کرائے کے لیے خالی ہے کا بورڈ لگا ہوا ہے۔عمارت کس کی ہے؟
فی الحال اس مسئلے کو بھی چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے!ورنہ انہیں علم ہو جائے کہ رحیم گل نے ہمیں مطلع کر دیا ہے۔

وہ پھر دفتر کی طرف پلٹ آئے تھے۔حمید مسلسل یہی سوچے جا رہا تھا کہ آخر رول میں کیا ہے۔فریدی نے وضاحت نہیں کی تھی۔واپسی کے سفر میں حمید نے زیادہ تر عقب نما آئینے ہی پر نظر رکھی تھی لیکن پھر نیلی کار نہیں دکھائی دی تھی۔

واپسی کے دوران میں نیلی گاڑی نظر نہیں آئی۔اس نے فریدی کو توجہ دلائی

جہاں بھی جائے گی ہمیں علم ہو جائے گا۔ اوہ یاد آیا آپ نے اس کے لیے کسی کو ہدایات دی تھیں۔

فریدی کچھ نہ بولا۔ فون کی گھنٹی بجنے لگی تھی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کچھ سنا اور غالباً نیلی گاڑی ہی سے متعلق کسی کو ہدایات دینے لگا۔

حمید بے چینی سے اس وقت کا منتظر تھا جب پروجیکشن روم میں وہ فلم دکھائی جاتی۔ ریسیور رکھ کر فریدی اس کی طرف مڑا اور بولا۔ یہ اس ٹیم کے انچارج کی کال تھی جو والگو کی نگرانی پر متعین کی گئی ہے۔ لیکن شاید ذکر نیلی گاڑی کا تھا۔

اس نے یہی اطلاع دی ہے کہ نیلی گاڑی میں والگو ہے اور گاڑی اب بھی ایگل بیچ ہی میں موجود ہے۔

تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ نیلی گاڑی اب دو پارٹیوں کی نگرانی میں ہے۔ فریدی سر کو مثبت جنبش دے کر اٹھ گیا۔

☆

پروجیکشن روم میں فریدی کے محکمے کے اعلیٰ افسروں کے ساتھ انٹر سروسز انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل بھی موجود تھا حمید سوچ رہا تھا کہ آخر یہ کیا چکر ہے انٹر سروسز کیوں......؟

فلم شروع ہوئی۔شہزادکا گھوڑا جنگل سے پہاڑیوں کی طرف آتا دکھائی دیا۔ رفتار خاصی تیز تھی......اسکرین تاریک ہوگئی......دوبارہ وہ پہاڑیوں پر چڑھتا ہوا دکھائی دیا......اسکرین تاریک ہو کر سہ بارہ روشن ہوئی تو گھوڑا پہاڑیوں کے اوپر ایک قدرے مسطح جگہ پر دوڑتا نظر آیا......پھر یک بیک بیٹھ گیا اور شہزاد اس پر اس طرح دوہرا ہو گیا جیسے کسی نے توڑ کر رکھ دیا ہو۔اسکرین پھر تاریک ہو گیا۔

کمرے میں روشنی ہوئی تو سب کے سب فریدی کی متوجہ ہو گئے اور انٹر سروسز کے ڈائریکٹر جنرل نے سوال کیا؟ آپ کیا دکھانا چاہتے تھے!

''وہ دوعدد پرچھائیاں جو گھوڑے کے پیچھے حرکت کر رہی تھیں......''

فریدی کی گمبھیر آواز کمرے کے سناٹے میں گونجی۔پرچھائیاں......؟ ڈائریکٹر جنرل کے لہجے میں حیرت تھی۔

جی ہاں فریدی نے کہا اور اونچی آواز میں بولا۔''آپریٹر......تیسرا پرنٹ پھر چلاؤ ''ذرا دیر بعد اسکرین پھر روشن ہو گئی......اور اب حمید نے بغور دیکھا۔واقعی دو لمبی لمبی انسانی پرچھائیاں گھوڑے کے عقب میں تھوڑے ہی فاصلے پر متحرک نظر آ رہی تھیں۔فریز کرو! فریدی کی آواز اندھیرے میں گونجی اور وہ منظر اسکرین پر ٹھہر گیا۔

اب ملاحظہ فرمائیے! فریدی نے شاید ڈائریکٹر جنرل کو مخاطب کیا تھا۔ہاں...... میں دیکھ رہا ہوں۔پرچھائیاں ہیں......دو آدمیوں کی پرچھائیاں جو نظر نہیں آ رہے۔فریم سے باہر ہیں۔یہ ڈائریکٹر جنرل کی آواز تھی۔

اب پرچھائیوں کے رخ ملاحظہ فرمائیے۔گھوڑا شمال سے جنوب کی طرف جا رہا

ہے۔سورج مشرق میں ہے۔لہٰذا گھوڑے کی پرچھائی مغرب کی طرف پڑ رہی ہے لیکن ان دونوں آدمیوں کی پرچھائیاں جو گھوڑے کے پیچھے ہیں شرقاً غرباً نہیں بلکہ شمالاً جنوباً ہیں۔کیا یہ حیرت انگیز نہیں ہے۔

کوئی کچھ نہ بولا۔ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا ہو،حمید کی آنکھیں بھی کھل گئی تھیں۔منظر کی ساری پرچھائیوں کا رخ ایک ہی جانب ہونا چاہیے تھا۔کیا آپ مجھ سے اس معاملے میں متفق ہیں۔فریدی نے اونچی آواز میں سوال کیا۔

ٹھیک ہے،آگے چلئے......ڈائریکٹر جنرل کی آواز آئی۔

آپریٹر موو آن پلیز۔

منظر میں دوبارہ تحریک پیدا ہوئی۔دونوں پرچھائیوں کا فاصلہ گھوڑے سے کم ہوتا جا رہا تھا۔پھر جیسے ہی ایک پرچھائی کا سر گھوڑے کے پچھلے حصے تک پہنچا گھوڑا اسی طرح پچھلے دھڑ سے ڈھ گیا جیسے پچھلی ٹانگیں یکلخت ٹوٹ گئی ہوں......

فریز کرو......!فریدی کی آواز سناٹے میں ابھری۔اور منظر اسکرین پر منجمد ہو گیا! ملاحظہ فرمایئے ان پرچھائیوں کے علاوہ آس پاس اور کچھ نہیں ہے۔فریدی نے کہا۔

لیکن پرچھائیاں کس کی ہیں......کوئی بولا۔

جس کی بھی ہوں اور جو کچھ بھی ہوا ہے محض پرچھائیوں کی وجہ سے ہوا ہے۔یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے......؟

اس لیے کہ گھوڑے کے اس طرح گر جانے کا محرک اور کوئی چیز نہیں نظر آتی......

دیکھئے پرچھائیں کا سر گھوڑے کے پچھلے حصے پر ہے......آپریٹر آگے چلو۔

پروجیکٹر پھر چلنے لگا۔دوسری پرچھائی کا ہاتھ شہزاد کی گردن پر پڑا اور وہ اس طرح دوہرا ہو گیا جیسے بیچ میں سے ٹوٹ گیا ہو۔پروجیکٹر چلتا رہا۔دونوں

پر چھائیاں گھوڑے اور سوار پر چھا گئی تھیں..... پھر یک بیک وہ غائب ہو گئیں......!

پروجیکٹر رک گیا اور کمرے میں روشنی ہو گئی۔ فریدی کہہ رہا تھا اگر وہ دو افراد تھے تو کس طرح گھوڑے اور سوار پر حملہ آور ہوئے۔ کیمرہ یہ بتانے سے قاصر ہے

۔آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ ڈائرکٹر جنرل نے الجھ کر پوچھا۔

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس رول کے لیے جو لوگ کوشاں رہے ہیں۔ان کا تعلق فلم انڈسٹری سے نہیں ہے ایک سفید غیر ملکی جوابدہی کے لیے زندہ نہیں بچا اور دوسرا جو ہسپتال میں زخمی پڑا ہے۔مشرق بعید کا باشندہ معلوم ہوتا ہے اور ابھی بیان دینے کے قابل نہیں ہے۔یہ میرا مشورہ ہے کہ اس علاقے کو جہاں یہ حادثہ پیش آیا ہے ملٹری کی نگرانی میں ممنوعہ علاقہ قرار دیا جائے۔وہاں اس سے پہلے جو حادثات ہوتے رہے ہیں انہیں کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ کیونکہ اس میں کسی انسانی جان کا اتلاف نہیں ہوا تھا۔

ملٹری کی نگرانی میں کیوں؟ ڈائریکٹر جنرل نے سوال کیا۔

اس لیے کہ یہ مسئلہ دفاع کا مسئلہ بھی بن سکتا ہے۔

میں آپ سے متفق نہیں ہوں۔

فریدی خاموش ہو گیا۔اس نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ ڈائریکٹر جنرل اس سے کیوں متفق نہیں ہے۔ویسے کچھ دیر بعد اس نے کہا شاید میں نے یہ مشورہ قبل از وقت دے دیا ہے۔کوئی ٹھوس بنیاد کرنل فریدی! ڈائریکٹر جنرل نے کہا۔

فی الحال کوئی واضح دلیل نہیں رکھتا! بس اسے میری چھٹی حس کہہ لیجئے۔

''میری دانست میں ایک پولیس کیس سے زیادہ اس کی اہمیت نہیں ہو سکتی۔'' ڈائریکٹر جنرل نے کہا۔بظاہر حادثہ پر اسرار بھی ہے! لیکن اس کے بعد ہی کیمرہ بند کر دیا گیا ہو گا۔ورنہ شاید بات صاف ہو جاتی۔

اس کے بعد بھی انسانی پر چھائیوں کا غیر فطری ڈائریکشن ہمیں دعوت فکر دیتا

ہے۔ فریدی بولا۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ کوئی آسیبی واردات تھی؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آسیبی واردات سمجھتا تو آپ کے بجائے کسی عامل روحانی کو زحمت دی جاتی۔

پھر کیا ہے؟ ڈائریکٹر جنرل نے کسی قدر جھنجھلاہٹ کے ساتھ سوال کیا۔ یہ کوئی خطرناک قسم کا سائنسی تجربہ ہے جو مختلف ادوار سے گزرتا ہوا بالآخر انسانی زندگی کے اتلاف تک آپہنچا ہے۔

میرے علم و اطلاع کے مطابق کوئی فوجی ادارہ اس قسم کا کوئی تجربہ نہیں کر رہا۔

فریدی نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف دیکھنے لگا! حمید محسوس کر رہا تھا جیسے اب وہ اس مسئلے پر کسی قسم کی بھی گفتگو نہ کرنا چاہتا ہو۔ آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جنرل کے رخصت ہو جانے کے بعد فریدی کے محکمے کا ڈائریکٹر جنرل اس کے سر ہو گیا۔

آپ نے خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بنا دیا! اس نے تلخ لہجے میں کہا۔

میں اب بھی اپنی بات پر قائم ہوں جناب! اگر وہ دو آدمی ہی تھے تو ان کی پرچھائیوں کی ڈائریکشن بھی وہی کیوں نہیں تھی جو گھوڑے کی پرچھائیں کی ڈائریکشن تھی۔ میں کب کہتا ہوں کہ آپ یہ اعتراض غلط ہے! پھر یہ بات کا بتنگڑ کیسے ٹھہرا۔ آئی ایس آئی کو اس میں گھسیٹنے کی کیا ضرورت تھی۔

صرف یہ معلوم کرنے کے لیے کہ خود ملٹری ہی کا کوئی شعبہ تو اس قسم کے تجربات نہیں کر رہا۔

اگر کر بھی رہا ہے تو اس اعتراف نہیں کیا جائے گا۔ تو پھر اس مشورہ پر برا ماننے کیا ضرورت تھی کہ اس علاقے کو ملٹری کے زیر نگرانی ممنوعہ علاقہ قرار دے دیا جائے۔

اپنے معمولات کے مطابق کام کیجئے! ادھر اُدھر دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس ضلعے کا ڈپٹی کمشنر بھی اسے ممنوعہ علاقہ قرار دے سکتا ہے۔

میں جانتا ہوں لیکن اگر بات بڑھ گئی تو اسے سنبھال لینا۔ پولیس کے بس کا روگ نہ ہوگا۔

اب مجھے بھی پوچھنا پڑے گا کہ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ابھی اتنی ترقی نہیں کی ہے کہ ہماری فوج کا کوئی شعبہ اس قسم کے تجربات شروع کردے۔ یہ یقینی طور پر کوئی غیر قانونی اور بیرونی کارروائی ہے۔

تمہیں تو غیر ملکی مداخلت کے خواب آنے لگے ہیں۔

فریدی نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا تھا اور بات ختم ہوگئی تھی۔ لیکن صرف پروجیکشن روم کی حد تک۔ باہر تو فریدی کے ماتحت بدستور اپنے کاموں میں مصروف تھے......!

اب میں بھی یہی کہوں گا کہ ٹینگر کے علاوہ اور کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔ حمید نے اس وقت کہا جب وہ گھر جانے کے گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔

ابھی پچھتاوا بھی ہاتھ آئے گا۔ دیکھتے رہو، فریدی کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔ اگر آپ اپنی بات سے ہٹ جائیں تو آپ کا امیج خراب ہوگا۔

جی ایسی کوئی بات نہیں ہے میں ہٹ دھرم نہیں ہوں۔ بہتر ے بڑے مجرم بھی اعلیٰ پیانے پر اس قسم کا کاروبار کرتے ہیں۔ میں نہیں سمجھا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ صرف بڑی طاقتیں ہی اپنا اسلحہ پسماندہ یا ترقی پذیر ممالک کے ہاتھ فروخت نہیں کررہے۔ بلکہ کچھ بڑے مجرم بھی اس کاروبار میں ملوث ہیں۔ پتا نہیں کتنا یورینیم اور پلوٹونیم بڑے ملکوں سے اسمگل آؤٹ ہو جاتا ہے...... ان بڑے مجرموں نے پسماندہ ممالک میں اپنے انڈرگراؤنڈ کارخانے قائم کررکھے ہیں۔

حمید کچھ نہ بولا۔

اور ہم پہلے بھی ایسے حالات سے دوچار ہوچکے ہیں کوئی نئی بات نہیں۔ فریدی نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

وہ گھر پہنچ کر بیٹھنے بھی نہیں پائے تھے کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی تھی۔

فریدی نے ریسیور اٹھایا اور پر تشویش انداز میں سنتا رہا۔نظریں حمید کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔نیلی کار کہاں ہے......اس نے سوال کیا اور پھر سنتا رہا۔

نگرانی جاری رکھو۔اس نے کہا ''وہ نظروں سے اوجھل نہ ہونے پائے اور ہاں ہٹ کا نمبر کیا بتایا تھا۔اچھا اچھا......ٹھیک ہے میں دیکھوں گا۔''

ریسیور رکھ کر اس نے طویل سانس لی اور حمید سے بولا میں نے انہیں یقین دلا دیا ہے کہ رول میرے ہاتھ نہیں لگ سکا۔

وہ کس طرح؟

قاسم کا ہٹ نمبر ستائیس کچھ دیر پہلے بالکل تباہ کر دیا گیا......ایک زبردست دھماکہ ہوا اور اس میں آگ لگ گئی۔شاید وہ سمجھے ہیں کہ ماریہ نے اس رول کو ہٹ ہی میں کہیں چھپا دیا تھا اگر میں اس کے آس پاس کھدائی نہ شروع نہ کرا دیتا تو وہ اس نتیجے پر نہ پہنچتے۔

تو گویا اس ہٹ کی تباہی کی ذمہ داری آپ پر ہے۔

سیٹھ عاصم کا خسارہ پورا کر دیا جائے گا۔فریدی نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ قریب کے کچھ اور ہٹوں کو بھی تھوڑا بہت نقصان پہنچا ہے۔

اور نیلی گاڑی کا کیا قصہ ہے......؟

وہ اب بھی ایک ہٹ کے سامنے موجود ہے۔والگو شاید رات اسی ہٹ میں گزارنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اس طرح شاید وہ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ والگو کے بارے میں ہم کیا نظریہ رکھتے ہیں تم اس سے براہ راست بھی تو گفتگو کر چکے ہو، جی ہاں......اور آپ کو اس سے متعلق تحریری رپورٹ بھی دے چکا ہوں۔

غالباً وہ جاننا چاہتے ہیں کہ خود ماریہ نے تو اس کا ذکر ہم سے نہیں کر دیا۔میرا خیال ہے کہ آپ اسے حراست میں ہی لے لیجیے! کہیں وہ بھی ہمارے ہاتھ سے نہ

نکل جائے۔

میں بھی یہی سوچ رہا ہوں.....!

کیا اس وقت بھی ہمارا تعاقب کیا گیا ہے۔یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔فریدی بولا۔لیکن اب وہ اس سلسلے میں بھی احتیاط برتیں گے۔بہرحال اس وقت ہم عقبی پارک والے راستے سے باہر جائیں گے۔تاکہ تعاقب کا خدشہ ہی نہ رہے.....!

کھانے سے قبل نہیں! حمید بوکھلا کر بولا۔فریدی نے اسے گھور کر دیکھا اور اپنی تجربہ گاہ کی طرف روانہ ہوگیا۔

رات کے کھانے کے بعد وہ عقبی پارک والے راستے سے باہر جا رہے تھے حمید نے پوچھا اب کہاں جائیں گے۔

ایگل بیچ.....! اب ہمیں والگو پر ہاتھ ڈال ہی دینا چاہیے۔

اف فوہ، اس کے اتنی زحمت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ جو لوگ نگرانی کر رہے ہیں ان سے کہیے کہ ہتھکڑی لگا دیں۔

میں خوش فہمی میں بہت کم مبتلا ہوتا ہوں۔فریدی خشک لہجے میں بولا۔

کیا بات ہوئی؟ اپنا کوئی ماتحت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔

اور میں تو برابر کا حصہ دار ہوں، حمید جل کر بولا۔اس لیے ضائع ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں، فریدی ہنس پڑا اور اس کا شانہ تھپک کر بولا، تم ضائع ہوئے تو میں واقعی ہی آدھا ضائع ہو جاؤں گا،

عقبی پارک سے نکل وہ قریباً چار فرلانگ پیدل چلے تھے۔حمید ریڈی میڈ میک اپ میں تھا اور فریدی نے بھی اپنی ظاہری حالت میں نمایاں تبدیلی کر لی تھی۔

پھر پوچھوں گا کہ آخر اس اہتمام کی کیا ضرورت تھی؟ حمید بولا۔

پھر کہوں گا کہ بہت کم خوش فہمی میں مبتلا ہوتا ہوں، والگو مجھے چارہ لگ رہا ہے وہ جانتے ہیں کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے۔

اور ہم اس چارے پر منہ مارنے جا رہے ہیں اگر واقعی کانٹا حلق میں پھنس گیا تو......! تمہارا ذہن بہت الجھا ہوا لگتا ہے۔ بہتر ہوگا کہ اپنے خوابوں کو دہرانا شروع کر دو۔ میرے خواب! حمید نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

دیکھ کر خواب میں تجھ کر جو اچٹ جاتی ہے نیند

سونے والے مجھے پھر نیند......کہاں آتی ہے

بس بس ٹھیک ہے اسی طرح بکواس کرتے رہو۔ تھوڑی دیر بعد فارم میں آجاؤ گے؟

دفعتہً فریدی چلتے چلتے رک گیا......وہ ایک لمبا چکر کاٹ کر سڑک پر پہنچ چکے تھے۔ یہاں ایک جیپ کھڑی نظر آئی۔ فریدی نے حمید کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ تم ڈرائیو کرو گے۔ کنجی اگنیشن میں موجود تھی۔ حمید نے انجن اسٹارٹ کیا۔

فریدی اس کے برابر والی سیٹ پر پہلے ہی بیٹھ چکا تھا۔

ایگل بیچ کی طرف! حمید نے پوچھا۔

ظاہر ہے۔ لیکن بیچ ہوٹل کے گرد چکر کاٹ کر پہلے ساحل کی طرف......اس کے بعد بتاؤں گا کہ کیا کرنا ہے۔

حمید بولنے کے موڈ نہیں تھا۔ خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا۔ وہ **مسلسل** انہی پرچھائیوں کے بارے میں سوچے جا رہا تھا وہ یقیناً غیر معمولی تھیں ہوسکتا ہے سپاہی مبارک علی نے بھی وہاں کچھ دیکھا ہو۔ اسی لیے وہ بھی مار ڈالا گیا۔ کیا اس نے بھی وہ پرچھائیاں دیکھی تھیں......؟

پھر اس رول کے مزدی دو جانیں ضائع ہو گئیں۔ ایک ماریہ اور دوسرا وہ جو فریدی کی گولی سے مرا تھا......فریدی کے وہ دلائل یاد آئے جو اس نے پروجیکشن روم میں دیئے تھے تو وہ پرچھائیاں......خدا کی پناہ! کوئی خطرناک ایجاد تجرباتی دور میں تھی اور جسے پردۂ راز میں رکھنے کے لیے اتنی زندگیاں ختم کر دی گئی تھیں۔

ایگل چیچ پہنچ کر اس نے فریدی کی ہدایت کے مطابق ہٹس کی طرف جانے کی بجائے ساحل کی جانب گاڑی رواں رکھی......اور پھر ایک جگہ فریدی کے کہنے پر روک بھی دی۔

اب فرمائیے! وہ طویل سانس لے کر بولا۔

تمہاری سیٹ کے نیچے ایک اسٹین گن ہوگی۔ اسے نکال کر اتر چلو۔گاڑی یہیں رہے گی۔ ساحل یہ حصہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔حمید نے چپ چاپ تعمل کی۔ فریدی نے اپنی سیٹ کے نیچے سے دوسری اسٹین گن نکالی۔ شاید یہ سارے انتظامات اس نے فون پر کسی کو ہدایت دے کر کرائے تھے! تجربہ گاہ میں غالباً وہ یہی کرتا رہا۔

پھر وہ ایک طرف چل پڑے۔اسٹین گنیں کوٹوں کے نیچے چھپالی گئی تھیں۔اب ان کا رخ ہٹس کی جانب تھا۔

نہایت اطمینان سے ٹہلتے جا رہے تھے۔ایسا لگتا تھا جیسے فریدی کو اس سلسلے میں کوئی خاص جلدی نہ ہو۔

بہت کم ہٹوں کی کھڑکیاں روشن نظر آ رہی تھیں۔زیادہ تر ہٹ غیر آباد تھے۔آپ آخر چاہتے کیا ہیں۔حمید نے آہستہ سے پوچھا......؟ ہم والگو کے لیے آئے ہیں اسے گرفتار کرنا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ اس کی نگرانی تو نہیں کی جا رہی۔

کیا ہمارے ان آدمیوں نے اس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا جو اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ اس کی نگرانی نہیں ہو رہی، لیکن میں مطمئن نہیں ہوں۔

اچانک انہوں نے شور سنا...... ! آوازیں دور کی تھیں۔فریدی نے رک کر آوازوں کی سمت معلوم کرنے کی کوشش کی اور حمید کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا بولا۔اوہ......اسی طرف کی آوازیں معلوم ہوتی ہیں۔

کس طرف کی......! حمید نے بے بسی سے پوچھا اور اس کے ساتھ گھسٹنے لگا۔ جدھر والگو والے ہٹ کی نشاندہی کی گئی ہے۔

کیا وہ اس طرف نہیں جہاں قاسم کا تباہ ہو جانے والا ہٹ تھا۔

نہیں......! ذرا تیز چلو۔

شور کی آواز قریب ہوتی جا رہی تھی۔ حمید سوچ رہا تھا کہ اب والگو کے ہٹ میں بھی آگ لگ گئی ہے۔ لیکن اس علاقے میں داخل ہونے کے بعد سے اب تک کوئی دھماکہ اس نے نہیں سنا تھا۔

بالآخر ٹھیک اسی جگہ پہنچے جہاں شور ہو رہا تھا۔ کئی لوگ کسی ایک فرد کو قابو میں کرنے کی کوشش کر رہے تھے جو بری طرح چیخیں مار مار کر اچھل کود رہا تھا۔ کئی ٹارچیں بھی روشن تھیں۔ اور اب وہ اس مادرزاد برہنہ آدمی کو بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ جسے قابو میں کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔

ارے...... یہ تو والگو ہے۔ حمید آہستہ سے بولا۔ فریدی نے اس کا شانہ دبا دیا۔

دونوں خاموش کھڑے دیکھتے اور سنتے رہے! والگو ہوش میں نہیں معلوم ہوتا تھا۔ ہر چند کہ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور منہ سے طرح طرح کی آوازیں بھی نکل رہی تھیں۔ اس کے ہٹ کی کھڑکیاں روشن نہیں تھیں۔ لیکن دروازہ کھلا ہوا تھا۔

پھر فریدی نے ایک آدمی سے اس کے بارے میں استفسار کیا۔

اس ہٹ سے اسی طرح برہنہ نکلا تھا چیختا ہوا...... اس نے ہٹ کی طرف اشارہ کر کے کہا لیکن اندر اور کوئی نہیں ہے کپڑے فرش پر بکھرے ہوئے ہیں...... یا تو بہت زیادہ پی گیا ہے یا سرے سے پاگل ہے۔

انہی لوگوں میں سارجنٹ رمیش اور رام سنگھ بھی دکھائی دیئے۔ پھر حمید نے انہیں ہٹ میں داخل ہوتے دیکھا۔

ہوشیار رہنا! فریدی آہستہ سے بولا اور خود بھی ہٹ کی بڑھ گیا۔ حمید اس کے

پیچھے چل رہا تھا۔

اندر رمیش اور امر سنگھ نے ٹارچیں روشن کر لی تھیں ان دونوں کی آہٹ پر رمیش نے اونچی آواز میں کہا۔کوئی اندر نہ آئے ، پولیس ۔

سب ٹھیک ہے فریدی بولا۔اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے ۔

ہم نہیں جانتے کہ اچانک یہ سب کچھ کیسے ہو گیا......؟ رمیش نے جلدی سے کہا۔آواز سے اس نے فریدی کو پہچان لیا تھا۔ورنہ وہ تو میک اپ میں تھا!

ٹارچ کی روشنی کا دائرہ چاروں طرف گردش کر رہا تھا۔پھر ایک دیوار پر رک گیا، کسی نے بڑے بڑے حروف میں رنگین چاک سے دیوار پر لکھا تھا ''اگر کسی نے رول میں نظر آنے والی واردات کو راز میں نہ رکھا گیا تو رول کی بلائیں نکل کر شہر پر منڈلانے لگیں گی۔''

دفعتہً باہر سناٹا چھا گیا......اور پھر کسی نے چیخ کر کہا ارے یہ تو ختم ہو گیا۔

وہ تیزی سے باہر نکلے......واللگو سچ مچ مر چکا تھا۔

یہاں جتنے بھی آدمی ہیں۔انہیں صرف ہٹ کی نگرانی پر لگا دو۔......فریدی نے امر سنگھ سے کہا...... اور پھر حمید سے ہٹ کے دروازے کے قریب ہی پوزیشن لینے کو کہتا ہوا۔اندر چلا گیا! حمید نے اسٹین گن نکالی اور ایک ستون کی اوٹ میں بیٹھ گیا۔ستون سے چھ یا سات فٹ کے فاصلے پر ہٹ کا صدر دروازہ تھا۔کھڑکیوں کے شیشوں سے ٹارچ کی روشنی جھلک رہی تھی۔شاید فریدی ہٹ کے اندر کچھ تلاش کر رہا تھا۔

برآمدے کے نیچے واللگو کی برہنہ لاش پڑی ہوئی تھی۔اور تماشائیوں نے تو اسی وقت سے ایک ایک کر کے کھسکنا شروع کر دیا تھا۔جب انہیں پولیس کی مداخلت کا علم ہوا تھا۔اب آس پاس فریدی کے ماتحتوں کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں تھا!

حمید......! دفعتہً اس نے فریدی کی آواز سنی جو دوڑتا ہوا ہٹ سے برآمد ہوا تھا۔

باہر نکل کر زور سے چیخا۔ ''بھاگو یہ ہٹ بھی بلاسٹ ہونے والا ہے۔''

حمید اس کے پیچھے دوڑتا چلا! دوسرے ماتحتوں نے بھی اضطراری طور پر دوڑ لگائی تھی۔

''پھر سچ مچ ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ ایسا لگا جیسے زمین ہل کر رہ گئی ہو......۔''

روشنی کے جھماکے سے آس پاس کا علاقہ گویا تڑپ کر رہ گیا تھا۔

حمید لڑکھڑا کر گرا.....اور دوبارہ اٹھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ کسی جانب سے ایک فائر ہوا اور گولی سنسناتی ہوئی اس کے چہرے سے شاید ایک بالشت کے فاصلے سے گزر گئی.....وہ پھرتی سے زمین پر لیٹ گیا اور اس کی اسٹین گن پتہ نہیں کب اور کہاں ہاتھ سے گر گئی تھی۔ بغلی ہولسٹر سے ریوالور نکالا اور آہستہ آہستہ آگے کھسکنے لگا۔

ایک بار پھر پورا ساحل آدمیوں کے شور سے گونج رہا تھا اور متعدد ٹارچوں کی روشنیاں ادھر اُدھر اندھیرے میں چکراتی پھر رہی تھیں.....؟

دفعتہً کسی کا ہاتھ حمید کی پشت پر لگا اور اس نے بوکھلا کر ریوارلو کی نال اوپر اٹھا دی.....ہشت .....کہیں فائر نہ کر دینا! یہ فریدی کی آواز تھی۔ حمید نے طویل سانس لی اور فریدی آہستہ سے بولا اسی طرح بائیں جانب مڑ چلو.....وہ ہمارا شکار کرنا چاہتے ہیں۔

پھر وہ دونوں چھپکلیوں کی طرح رینگتے ہوئے بائیں جانب بڑھتے چلے گئے تھے.....جیپ تک پہنچنے میں آدھا گھنٹہ صرف ہوا تھا اور وہ برابر شور سنتے رہے تھے۔

جیپ میں بیٹھ کر بیچ ہوٹل پہنچے۔ لیکن اندر جانا مناسب نہ سمجھا! حلیہ ہی ایسا نہیں رہ گیا تھا۔ ویسے یہاں بھی ہل چل نظر آئی۔ چند گھنٹوں میں یہ دوسرا دھماکہ تھا اس علاقے میں.....!

یہاں رک کر کیا کرو گے! فریدی نے کہا چلتے رہو، ادھر سارے ساحل پر بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔

شہر پہنچ کر ایک لیمپ پوسٹ کے قریب فریدی نے گاڑی روکنے کو کہا۔ اور جیب سے ایک وزیٹنگ کارڈ نکالا اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ کارڈ کی ایک دو آنکھیں بنی ہوئی تھیں اور دوسری جانب انگریزی میں ٹائپ کیا ہوا مختصر سا مضمون تھا۔

''تم خود فریدی کی نگرانی کرو، اگر وہ دوبارہ ایگل بیچ جائے تو تم بھی جاؤ اور ہٹ نمبر ایک سو بائیس میں مستقل طور پر مقیم ہو جاؤ!''

یہ اس کے کوٹ کی جیب سے برآمد ہوا تھا۔ فریدی طویل سانس لے کر بولا، اس کے کپڑے فرش پر بکھرے ہوئے تھے۔ اوہ خداوندا! اگر ذرا دیر اور ہو جاتی اس بم پر نظر پڑنے میں تو...... جملہ پورا کیے بغیر وہ خاموش ہو گیا۔

حمید کارڈ پر بنی ہوئی آنکھوں کو گھورے جا رہا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ آنکھوں کو پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہو...... لیکن کہاں......؟ یاد نہ آ سکا۔

اختتام